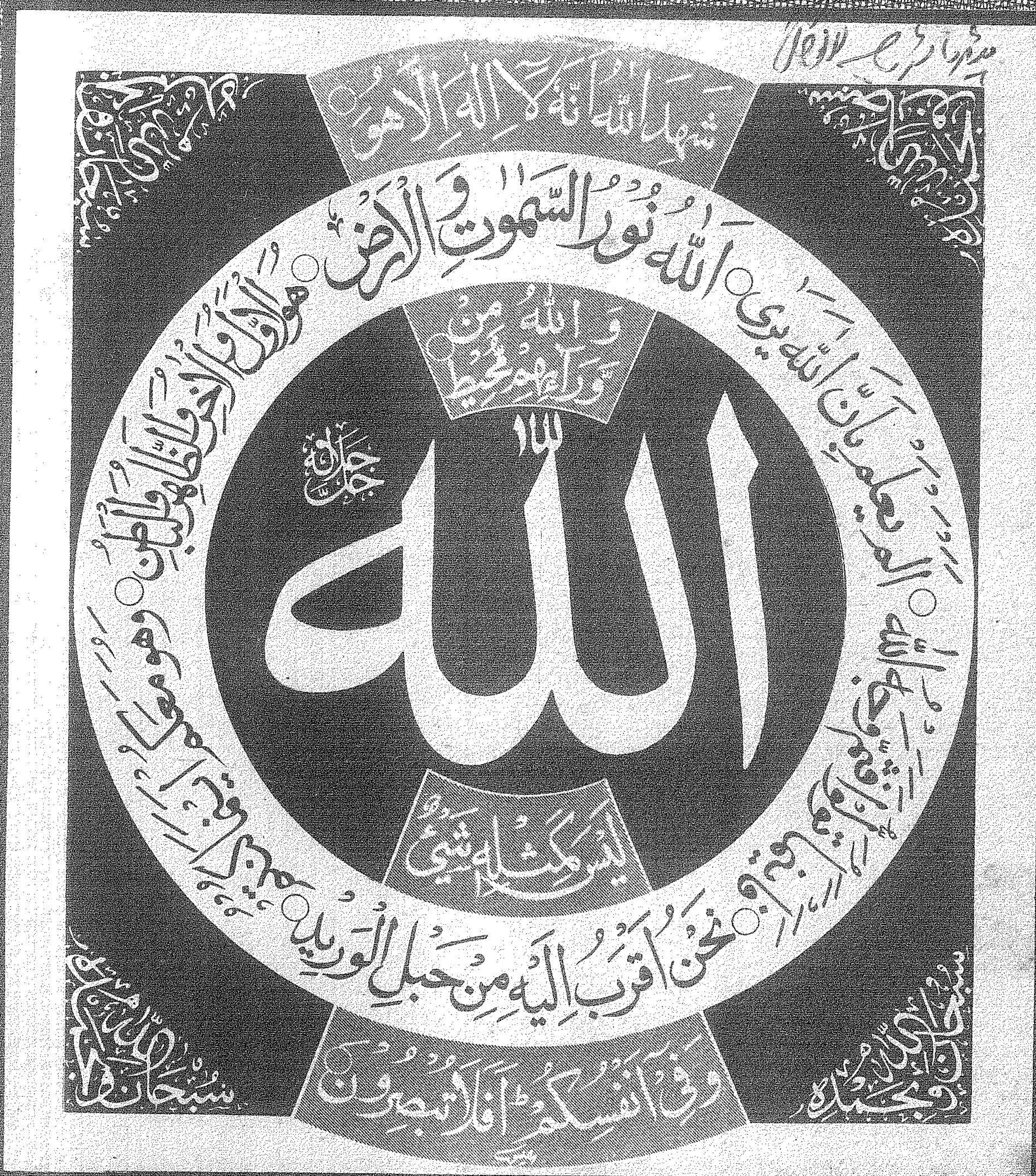
بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

رئیس ادارہ
•
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
•
ایڈیٹر
مجاہد الحسینی



جلد نمبر
۱۹
شمارہ نمبر
۲۶

۱۷ شوال المکرم سنہ ۱۳۹۲ ہجری
۲۴ نومبر سنہ ۱۹۷۲ عیسوی

قیمت
فی شمارہ
۳۵ پیسے

مطبوعات انجمن خدام الدین

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہلاکت کا خطرہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم مجھے تمہاری تنگ دستی سے ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خطرہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں تم پر کشادہ کی جائیں گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئیں پھر تم ان میں ویسی رغبت کرو گے جس طرح انہوں نے رغبت کی تھی اور وہ ساز و سامان تمہیں ہلاک کر دیں گے جس طرح پہلوں کو ہلاک کیا۔

ذلیل دُنیا

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْیٍ اَسَکَّ مَیِّتٍ قَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنَّ ھٰذَا لَہٗ بِدِرْھَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّہٗ لَنَا بِشَیْءٍ قَالَ فَوَاللّٰہِ لَلدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا عَلَیْکُمْ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیڑ کے ایک چھوٹے کانوں والے مرے ہوئے بچے کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا تم میں سے کون چاہتا ہے کہ یہ بچہ اسے ایک درہم سے مل جائے سب نے کہا (آپ تو ایک درہم پر لینا دریافت کرتے ہیں) ہم تو کوئی چیز دے کر بھی نہیں لینا چاہتے آپ نے فرمایا خدا کی قسم البتہ دنیا اللہ تعالےٰ کے ہاں اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ یہ بچہ تمہاری نظر میں ۔

تین ساتھی

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں پھر دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے میت کے ساتھ اس کا اہل اور مال اور عمل جاتے ہیں پھر اہل اور مال لوٹ کر آجاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ ہی رہتا ہے ۔

محبوب مال

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِ وَارِثِہٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر ہر ایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا ہر انسان کا اپنا مال وہ ہے جو آگے بھیج چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کے وارث کا مال ہے

دُنیا و آخرت

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی رِمَالِ حَصِیْرٍ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِہٖ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فَلْیُوَسِّعْ عَلٰی اُمَّتِکَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَیْھِمْ وَھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ فَقَالَ اَوَفِیْ ھٰذَا اَنْتَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَھُمْ طَیِّبَاتُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَھُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الْاٰخِرَۃُ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں آپؐ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے چٹائی نے آپؐ کے پہلو پر نشان ڈال دیئے تھے درآنحالیکہ آپؐ کے سرہانے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس کا بھراؤ کھجور کی پوست سے تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ خدا سے دعا فرمایئے کہ آپ کی امت پر رزق کی کشادگی کر دے پس تحقیق فارس اور روم پر کشادگی کی گئی ہے حالانکہ وہ خدا کی بندگی بھی نہیں کرتے آپؐ نے فرمایا اے ابن الخطابؓ تو ابھی تک اسی بات میں پڑا ہوا ہے وہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں نیکیوں کا بدلہ جلدی دنیا ہی میں دے دیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت ؟

کامیاب زندگی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ شخص نجات پا گیا جو اسلام لایا اور اُسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا ہو۔ اور جتنا اُسے خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس پر قناعت کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہو۔

یہ دُنیا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے بہشت ہے ۔

خدام الدین

۱۷ر شوال المکرم ۱۳۹۲ ہجری
۲۴ر نومبر ۱۹۷۲ عیسوی

جلد ۱۸ شمارہ ۲۶

مندرجات

- احادیث رسولؐ
- اداریہ و شذرات
- خطبہ جمعہ
- سوال و جواب
- درس قرآن
- فرائض عبودیت
- مساوات محمدیؐ
- تربیت اولاد
- مشاہیر علماء سرحد
- ہمسایوں کے حقوق
- دنیا اور آخرت میں کامیابی
- مراسلات
- سفرِ حج کے آداب اور دیگر معلومات
- آپ کی صحت

بچوں کا صفحہ
- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہیں
- عزت نفس

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

ملبوسات پر کلام اللہ کی پرنٹنگ

کیا پاکستان کے نوجوانوں کی حمیت اسلامی کی چنگاریاں بجھ گئی ہیں؟

ایک خبر ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری دارالحکومت میں ایک ایسا کپڑا فروخت ہو رہا ہے جس پر پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی واضح طور پر چھپے ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی کپڑے پر آیات قرآنی بھی ہیں اور اسے بعض اعلیٰ گھرانوں کی فیشن زدہ خواتین بڑے ذوق سے سلوا کر پہن رہی ہیں۔ یہ کپڑا شہر کے ایک درزی کی دکان پر دیکھا گیا ہے۔

کپڑوں اور ملبوسات پر آیات قرآن اور بزرگان اسلام کے اسماء گرامی کی پرنٹنگ کی گستاخانہ جسارت کی خبریں قبل ازیں بھی آچکی ہیں۔ گذشتہ سال ایک پورا کرتا ایسا دیکھا گیا تھا جس پر قرآن مجید کی آیت الکرسی تحریر تھی ——!

اس قسم کے پارچات غیر ملکی ہوتے ہیں۔ بیرونی غیر مسلم قومیں آخر اس قسم کی جسارت کیوں کرتی ہیں اور ان میں یہ جرأت کیونکر پیدا ہو گئی ہے کہ وہ فرزندانِ اسلام کے مقدس ترین اسلاف اور خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب کی آیات ملبوسات پر چھاپ کر بازاروں میں فروخت کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اور پھر ایسے ملبوسات پاکستان ہی کی مارکیٹ میں کیوں آرہے ہیں؟ اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ غیر ملکی قوموں نے ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی غیرت وحمیت کا پوری طرح اندازہ کر لیا ہے کہ ان میں اسلامی قدروں کا احترام اور شعائرِ اسلام کی توقیر وعظمت کی کوئی رمق باقی نہیں رہی ہے ——

اس قوم کے نوجوان عیاش ہو گئے ہیں۔ ان کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے اور ان کی غیرت وحمیت کی چنگاریاں بجھ گئی ہیں —— اب ان کے خدا، رسول اور ان کے بزرگوں کا جس طرح چاہو مذاق اڑاؤ —— قرآن کی توہین کرو، اور اس فیشن پرست قوم کو جس طرح چاہو ذلت و رسوائی کے گڑھے میں دھکیل دو —— اب یہ مشکل سے ہی انگڑائی لے سکے گی ——؟

کیا —— غیر مسلم قوموں کا یہ اندازہ صحیح ہے؟ اس کا جواب پاکستان کے فرزندانِ اسلام کے ذمہ ہے ——!

• یہ ویٹنگ روم —— ناگفتنی معمولات کے مراکز

مظفر گڑھ کا ضلع جس قدر پسماندہ اور دور حاضر کی جدید ترین مادی ضرورتوں اور آسائشوں سے محروم ہے اسی قدر یہ علاقہ سیاسی اعتبار سے خوش حال اور مردم خیز ہے ——!

اس ضلع نے قیام پاکستان کے بعد جو فوقیت حاصل کی ہے اور ملکی سیاسیات پر اس کا جو غلبہ اور تسلط رہا۔ محتاج ذکر نہیں ہے۔ اس ضلع کے رہنماؤں میں سے نواب مشتاق احمد گورمانی پاکستان کے وزیر داخلہ رہے۔ مغربی پاکستان کی وحدت قائم ہوئی تو وہی اس کے پہلے گورنر مقرر کیے گئے۔

پنجاب کی وزارت تعلیم پر سب سے زیادہ عرصہ تک سردار عبدالحمید دستی فائز رہے۔ ون یونٹ قائم ہونے سے قبل پنجاب کے آخری وزیر اعلیٰ بھی وہی تھے۔ پھر ملک قادر بخش جھکڑ وزارت خوراک و زراعت پر متمکن ہوئے۔ حزب اختلاف کے راہنماؤں میں سب سے زیادہ جسے اہمیت حاصل ہے وہ بھی اسی ضلع کی ایک نامور شخصیت نوابزادہ نصر اللہ خاں ہیں اور ان دنوں پنجاب کی سربراہی اور گورنری کے عہدۂ جلیلہ پر اسی ضلع کے ایک ہونہار فرزند جناب غلام مصطفیٰ کھر فائز ہیں —— جناب غلام مصطفیٰ کھر نے برسر اقتدار آنے کے بعد مختصر سی مدت میں ایک نوجوان سیاسی رہنما کی حیثیت سے ملک کے بڑے بڑے گھاگ سیاستدانوں سے اپنی فہم و بصیرت اور انتظامی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا ہے۔

غلام مصطفیٰ کھر —— ضلع مظفر گڑھ کے ایک معمولی زمیندار گھرانے کا فرد ہے اس میں ذاتی کوتاہیاں اور کمزوریاں بھی ہوں گی —— لیکن یہ ایک بیّن صداقت ہے کہ غلام مصطفیٰ کھر کا دامن قومی اور اجتماعی کوتاہیوں سے بچا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے عہد اقتدار میں بعض تاریخی نوعیت کے فیصلے اور اقدامات کیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ پنجاب کی مختلف عدالتوں میں زیر سماعت بے شمار مقدمات کے فیصلہ کے لیے ایک سو نئے مجسٹریٹوں کے تقرر کا اعلان اور مجسٹریٹوں کے لیے عدالتوں میں ریٹائرنگ روموں کے استعمال پر پابندی عاید کرنا ہے۔

چند سال پیشتر قادر بخش رپورٹ میں اس کی نشاندہی کی گئی تھی کہ بعض عدالتوں میں معمولی نوعیت کے مقدمات کے فیصلے بھی کئی سال سے معرضِ التواء میں پڑے ہیں ان کے جلد فیصلے کے لیے نئے مجسٹریٹوں کا تقرر ضروری ہے۔

قادر بخش رپورٹ کے مصنفین اس کے بعد خود بھی برسر اقتدار رہے لیکن اپنی رپورٹ پر کسی کو عملدرآمد کی توفیق نہ ملی اور آخر کار یہ سعادت بھی ضلع مظفر گڑھ ہی کے حصے میں آئی —— غلام مصطفیٰ کھر نے زیر سماعت مقدمات کے

خدام الدین کی قیمت میں اضافے کا فیصلہ

خدا کا فضل وکرم اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیض ہے کہ خدام الدین واحد دینی رسالہ ایسا ہے جس کا دامن فحش قسم کے اشتہارات سے پاک ہے اور انشاء اللہ اس کا دامن ہر قسم کی لغویات سے پاک ہی رہے گا ——— ثانیاً یہ کہ خدام الدین ہی واحد رسالہ ایسا ہے جس کی قیمت تمام جرائد و رسائل سے انتہائی کم ہے۔ اور دینی، سیاسی اور علمی معلومات سب سے زیادہ، اتنے صفحات کے تمام رسائل کی قیمت پچاس اور پچھتر پیسے سے کم نہیں ——— مزید برآں یہ کہ اخباری کاغذ کی قیمت بے حد گراں ہوگئی ہے۔ ان حالات میں خدام الدین کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہوگیا ہے ———

ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ شمارہ سے اس کی قیمت پچاس (۵۰) پیسے کر دی جائے

ادارہ کو پوری توقع ہے کہ ایجنٹ اور خریدار حضرات ادارہ کی اس مجبوری کا احساس کرتے ہوئے اپنا تعاون بدستور جاری رکھیں گے اور ایک دینی، اصلاحی اور تبلیغی رسالے کی توسیع اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے

جلد فیصلوں کے لیے نئے مجسٹریٹوں کا تقرر کرنے اور عدالتی اوقاتِ کار کے دوران ریٹائرنگ روم استعمال کرنے پر جو پابندی عاید کی ہے پورے ملک میں اس کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ اور جناب غلام مصطفیٰ کھر اس پر ہدیہ تحسین کے مستحق ہیں کہ انھوں نے فرنگی دور اقتدار کے منحوس طریق کار کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جو ریٹائرنگ روم بعض فرض شناس حکام کی خوش گپیوں اور "ناگفتنی معمولات" کے لیے مخصوص ہوتے تھے وہ اب اوقات کار میں نظم ونسق کا مرکز بنیں گے۔ چیف جسٹس اور گورنر پنجاب کی خدمت میں ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ وہ وقتاً فوقتاً عدالتی دفاتر کا معائنہ بھی کرتے رہیں اور چھاپے مار کر انہیں اس بات کا جائزہ بھی لیتے رہنا چاہیے کہ مجسٹریٹوں کا انداز کار کیا ہے اور ریٹائرنگ روم حسب معمول افسروں کی گپ بازی اور ناگفتنی معمولات کے لیے استعمال تو نہیں ہو رہے ہیں۔

• عازمین حج ——— اور زرمبادلہ

نئے اعلان کے مطابق حکومت پاکستان نے امسال حج بیت اللہ کے لیے ساٹھ ہزار سے زاید افراد کے لیے بحری، فضائی اور خشکی کے راستے سے فریضۂ حج کی ادائیگی کے انتظامات کیے ہیں اور ۲۵ ہزار خوش نصیب حضرات سعودی عرب پہنچ چکے ہیں۔

ان عازمینِ حج کے لیے حکومت نے زرمبادلہ کی شرح یکساں رکھی ہے۔ جو حضرات شعبان اور رمضان المبارک کے مہینوں میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے تھے ان میں سے بعض افراد نے اپنے خطوط کے ذریعے صورت حال سے مطلع کیا ہے کہ حکومت پاکستان کی جانب سے اسّی ہزار افراد کو حج کی سعادت سے بہرہ ور کرنے کا جونہی اعلان کیا گیا۔ سعودی عرب میں مکانات کے کرایوں اور خورد و نوش کی اشیاء کی قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوگیا جو مکان ماہ شعبان میں ایک سو ریال کا دستیاب ہو رہا تھا اب اس کا کرایہ سات سو ریال سے ایک ہزار ریال تک پہنچ گیا ہے، اور جو چیز ایک ریال میں ملتی تھی اب اس کی قیمت چار پانچ ریال ہوگئی ہے ان حاجیوں کو جو زرمبادلہ دیا گیا تھا وہ ختم ہوگیا ہے۔ اور حاجی فریضہ حج کی ادائیگی سے قبل ہی مفلس اور نادار ہوگئے ہیں اور بعض بھیک مانگنے کے لیے مجبور ہو رہے ہیں۔

یہ صورت حال حد درجہ تشویشناک ہے ہم نے ارباب اختیار کو اس سے قبل بھی متوجہ کیا تھا کہ اسی ہزار افراد کو صرف سعودی عرب بھیج کر خاموش نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان افراد کی تکالیف اور پیش آمدہ مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وزیر حج مولانا کوثر نیازی نے ان عازمین حج کی مشکلات کا جائزہ لینے کے لیے چند افراد کو سعودی عرب بھیجنے کا بھی اعلان کیا ہے۔ انہیں مذکورہ بالا صورتِ حال کا جائزہ لے کر عازمینِ حج کی مشکلات دور کرنے اور ان کے لیے زرمبادلہ کی رقم فراہم کرنے کا فوری انتظام کرنا چاہیے۔!

• تکریم جنازہ کی ایک اچھی مثال

ایک خبر ہے کہ —

صوبائی گورنر جناب غلام مصطفیٰ کھر نے تکریم جنازہ کی قابلِ تعریف مثال قائم کی۔ وہ اپنی کار میں نہر والی سڑک پر جا رہے تھے۔ ان کے آگے موٹر سائیکل سوار ہراول دستہ بھی تھا کہ گورنر راستہ میں جنازہ دیکھ کر رک گئے اور کار سے اتر کر جنازے کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے جب تک کہ جنازہ شاہ جمال روڈ کی طرف مڑ نہ گیا۔

گورنر غلام مصطفیٰ کھر نے اپنے حفاظتی کو بھی تاکید کی کہ جب تک جنازہ گذر نہ جائے اس وقت تک موٹر سائیکل یا گاڑی سٹارٹ نہ کی جائے۔

یہ پہلا موقع ہے کہ صوبے کے کسی حاکم اعلیٰ نے جنازہ دیکھ کر کار روک لی ہو، ورنہ عام طور پر لوگ جنازہ دیکھ کر نہ صرف اس کی تکریم نہیں کرتے بلکہ کاروں اور دیگر سواریوں میں بیٹھ کر پوری تیز رفتاری سے پاس سے گذر جاتے ہیں۔

اس سلسلہ کے بعض واقعات تو نہایت ہی افسوسناک تھے اور سابق حکمرانوں کی رعونت اور فرعونیت کے آئینہ دار تھے کہ مال روڈ پر "گورنر صاحب بہادر" کی آمد آمد پر پولیس نہ صرف ٹریفک بلکہ جنازہ بھی روک لیتی تھی۔ اور جب تک گورنر صاحب بہادر کا قافلہ گذر نہ جاتا اس وقت تک جنازے کے میت بردار جلوس رکے رہتے۔

خدا کا شکر ہے کہ پنجاب کے پہلے عوامی گورنر جناب غلام مصطفیٰ کھر نے اسلامی شعائر اور قابلِ صد احترام دینی قدروں کے اعزاز وتکریم کی ایک تابندہ مثال قائم کی ہے۔ ان کا جذبۂ اسلامی قابل قدر ہے اور ہم ان کے لیے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اسلامی قدروں کے بقاء و احیاء کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

"عربِ فدائین"

کمال بندگی، تقدیر یزداں اس کو کہتے ہیں
رہِ لاتحزنوا، رسم شہیداں اس کو کہتے ہیں

دیا دنداں شکن کیسا جواب لافِ المانی،
یہ مومن کی فراست، نور ایماں اس کو کہتے ہیں

"لہو کی بوندیاں، لالہ کی کلیاں بن کے پھوٹی ہیں"
فروغِ گلستاں، فصلِ بہاراں اس کو کہتے ہیں

یہ نظارہ ذرا چشم رقیب روسیہ دیکھے
فرازِ چرخ پر تحدیثِ یاراں اس کو کہتے ہیں

سراپا عزم و ہمت وہ، نگہ ہم بے عمل حاشا
شکستِ رشتۂ دامانِ قرآں اس کو کہتے ہیں،

(انور حارث)

اجتماع جمعۃ المبارک ۱۰ر نومبر ۱۹۷۲ء

کسی دل میں محبت رسولؐ کے بغیر خدا کی محبت پیدا ہی نہیں ہو سکتی

حبِ خدا و رسولؐ اور اتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کا واحد راستہ ہے

محبت کی کسوٹی اتباع اور فرمانبرداری ہے آج محبت کا دعویٰ موجود ہے اور اتباع ناپید!

امیر انجمن خدام الدین حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

رپورٹ:- عبد الرشید انصاری، لائلپور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ آل عمران

کہہ دو کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔

ہر کسی کو اپنے مربی و محسن سے محبت ہوتی ہے اس لیے لازمی امر ہے کہ انسان جو تمام مخلوقات میں فطری طور پر بلند مرتبہ ہے اسے بھی اپنے خالق و مالک سے محبت ہو اور یہ حقیقت تو ہر کسی پر عیاں ہے کہ محبت محبوب کی فرمانبرداری اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق کا دوسرا نام ہے اس لیے ضروری ہے کہ انسان رب کائنات کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے ہر حکم کو جان و دل سے بجا لائے اس محبت کو عروج و کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان وہی کام کرنے لگ جائے جس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہو اور جس کا کرنا خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہو، انسان کی سوچ اور اس کا فکر ان حدود و قیود کا از خود احترام کرنے لگ جائے جو خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہوں اور ارشاد نبوی اَلْبُغْضُ لِلّٰهِ وَالْحُبُّ لِلّٰهِ داو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام، کی کسوٹی پر پوری زندگی کھوٹ سے پاک ثابت ہو پھر کہا جا سکتا ہے کہ اس شخص کو خداوند تعالیٰ سے محبت ہے۔

معبود حقیقی رب السمٰوٰت والارض کی ذات بلند و بالا سے کسی انسان کی محبت کا رشتہ قائم ہونے کی مختلف وجوہات اور متعدد اسباب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اولاً یہ کہ دنیا کے مختلف النوع حوادث، متضاد کیفیات و واقعات یا انسان کی اپنی ان گنت ضروریات و خواہشات اور ان میں باوجود وسائل و ذرائع کے اس کی درماندگی، عاجزی اور ناکامی خدائے قدیر و علیم کی قدرت کاملہ کی ہمہ گیری کا یقین پیدا کر دے۔

۲۔ ثانیاً کسی چیز کی رعنائی اور اس کے حسن کی جلوہ گری، صناع حقیقی کی بے مثل صنعت اور بے نظیر خالقیت کا یقین دل میں جگہ کر لے۔

۳۔ ثالثاً تاریخ اقوام و ملل کا مطالعہ اور کائنات ارض و سما کے نظام میں غور و فکر خالق کائنات کی خالقیت و ربوبیت اور عالمگیر قدرت کا یقین دل میں پیدا کر دے۔

۴۔ رابعاً خود اپنی جسمانی ساخت، ظاہری و باطنی اعضاء قویٰ کے حیران کن مربوط نظام میں غور و تدبر اس لاثانی ذات حیّ و قیوم کا ناقابل محو نقش یقین دل پر ثبت کر دے اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (سورۃ والتین) کی حقیقتوں پر یقین و ایمان کا پودا اطمینان قلب کی پر کیف بہاروں میں پھلے پھولے۔

ایسی بنیادوں پر جب کسی دل میں محبت الٰہی کی عمارت استوار ہو گی تو اس دل پر کسی دوسرے کے فانی و بدیہی مرتبے حسن و خوبی، اختیار و اقتدار، قوت و جبروت، اور محبت و الفت کا وار کارگر نہیں ہو سکے گا اور خدا تعالیٰ کی رحمتیں شامل حال ہو جائیں تو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ (البقرہ آیت ۱۶۵) جو ایمان لا چکے ہیں ان کو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہے۔ کی تمام کیفیات کا مظہر بن جائے گا۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ (مزمل)

یعنی بے شک یہ قرآن کریم عبرت ہے، بصیرت ہے، رہنما اور نصیحت ہے جو شخص بھی چاہے اس سے اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ معلوم کر سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے محبت رکھنے والوں کو اس کی خوشنودی اور رضا کیونکر حاصل ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب قرآن مجید نے ان الفاظ میں دیا کہ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ (اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

ظاہر بات ہے کہ جس خوش بخت انسان کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہو گی اسے اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں سے بھی محبت ہو گی اور اللہ کے محبوب بندوں میں سب سے پہلے اور سب سے نمایاں جناب رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے آپؐ اللہ تعالیٰ کے انتہائی محبوب اور سب سے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ از روئے قرآن مجید آپ خاتم الانبیاء اور رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء و مرسلین کی امامت و قیادت کی عزت بخشی ہے پس یہ ناممکن اور محال ہے کہ کسی کو آپ سے محبت نہ ہو اور خدا سے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو اس کے برگزیدہ پیغمبر سے بھی ہو گی اگر خدا کے پیغمبر سے محبت نہیں ہے تو خدا سے بھی نہیں۔

محبت کی کسوٹی اتباع اور فرمانبرداری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، فرمانبرداری اور محبت ہماری نجات کا واحد راستہ ہے افسوس اس صورت حال کا ہے کہ آج محبت، کا دعویٰ موجود ہے اور اتباع و فرمانبرداری کا گمان و خیال تک نہیں اور مسلمانوں کے موجودہ اجتماعی ناگفتنی حالات کا باعث بھی یہی ہے، دینی قدروں کا احترام، منکرات سے اجتناب، جھوٹ، نا اتفاقی فواحش، چوری، ڈکیتی، قتل اور دوسروں کا حق غصب کرنے سے پرہیز کرنا، خدا سے ڈرنا اور سچائی عدل و انصاف شرم و حیا دوسروں کی عزت اور حقوق کی حفاظت کرنے کے مبارک اعمال اور پاکیزہ جذبات آج کہاں ہیں۔

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ گذر گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کو پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش نہ کروائی۔

پورے رمضان المبارک میں ایک دن بھی ایسا نہیں گذرا جس دن کوئی مسلمان سینماؤں میں فلم دیکھنے نہ گیا ہو یا سینما گھر بند کر دیئے گئے ہوں، بدکاری کے اڈوں کی رونقیں ماند پڑی ہوں، چوری نہ ہوئی ہو۔ کسی مجبور و بیکس کی عصمت نہ لٹی ہو، کسی مسلمان کا خون مسلمان کے ہاتھوں سے نہ بہا ہو۔ اخبارات کے صفحات معمول کے مطابق اغوا، آبرو ریزی، چوری، ڈکیتی، رہزنی اور قتل و دھوکہ دہی کی خبروں سے سیاہ رہے رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں یہ کردار کیا اس قوم کا ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہو اور ایسے گھناؤنے جرائم کی مرتکب قوم اس لائق ہے کہ خالق کائنات اس پر راضی ہو جائے اور اپنی رحمت و خوشنودی اسے عطا کر دے اگر نہیں تو خبردار رہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے محبوب پیغمبرؐ نے ایسے لوگوں کے حق میں ہلاکت و بربادی کی دعا مانگی ہے۔ اور اس پر جبریل علیہ السلام نے آمین کہی تھی۔

با وقار اور باشعور قومیں اپنے کردار و اعمال کا جائزہ لے کر ناکامی اور ذلت کی راہیں چھوڑ دیا کرتی ہیں کیا پاکستانی قوم اور اس کے لیڈروں نے بھی کبھی نیکی اور بدی کے معیار پر اپنے کردار و اعمال کا جائزہ لیا ہے تاکہ وہ راہ اختیار کی جا سکے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے بہشتی باغات میں لے جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح فکر اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ نفس اور شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین

سوال و جواب

- کیا داڑھی کتروانے والے کی امامت جائز ہے ؟
- بوقت نکاح ایجاب و قبول کن الفاظ میں ہو ؟
- خطبہ نکاح کب پڑھا جائے ؟ ○ آمین کا معنیٰ ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں ؟

۱- جس شخص کی داڑھی خلاف سنت ہو یعنی منڈوانا ہو کتروانا ہو۔ فقہاء کرامؒ کی تصریح داڑھی کم از کم قبضہ مشت سے کافی کم مثلاً صرف نصف قبضہ مشت رکھتا ہو امامت جائز ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کو امام رکھنا اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ؟

۲- نکاح خواں مولوی نکاح خوانی کے وقت دولھا کو کہتے ہیں فلاں دختر فلاں اتنے مہر کے بدلے آپ کی ملک کی اور دولھا کو بجائے لفظ قبول کرنے کی تلقین کے لفظ آمین کہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور اسی طرح نکاح خواں کی طرف سے لفظ ملک اور دولھا کی طرف سے لفظ آمین کہنے پر نکاح ہو جاتا ہے ــ مزید برآں یہ کہ نکاح خواں کو بروقت آگاہ بھی کیا گیا کہ آپ لفظ ملک کی بجائے نکاح استعمال کریں اور دولھا سے لفظ آمین کے بجائے لفظ قبول استعمال کرائیں لیکن نکاح خواں اپنی ضد پر مصر رہے اور اسی طرح نکاح کر دیا گیا ــ یہ نکاح مطابق شریعت عالیہ درست ہو گیا ہے یا نہیں۔ صورت جائز اور ناجائز سے آگاہ فرمائیں۔

لوگ نکاح صحیح ہونے کے بارے میں نہایت شک و تردّد میں مبتلا ہیں۔ احقر نے دونوں الفاظ ملک اور آمین کے معنوں کی تحقیق کی لیکن نکاح کے درست ہونے میں میری اپنی تسلی نہیں ہو سکی۔

امام البریلویہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تو اپنے مترجم قرآن مجید میں ملک بمعنے مملوکہ یعنی کنیز، باندی لیے ہیں چنانچہ پارہ ۱۸ سورۂ مومنون آیت ۶ کا ترجمہ یوں ہے :

"مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو اُن کے ہاتھ کی ملک ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں"۔

ظاہر ہے کہ مسلمان آزاد عورت کسی مسلمان کی ملک بمعنے مملوکہ، کنیز، باندی نہیں ہو سکتی۔ آزاد عورت اور باندی کے مسائل مختلف فیہ ہیں، دونوں کا مقام مختلف ہے۔

دوسرا لفظ آمین جو دولھا کی طرف سے استعمال کرایا گیا ہے۔ اس کے معنی مولوی محمد نعیم الدین بریلوی نے مذکور قرآن مجید کے حاشیہ پر یوں کیے ہیں۔

۱- ایسا ہی کر (۲) قبول فرما۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آمین کے معنی (الٰہی ایسا ہی ہو) کے کیے ہیں۔

حضرت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آمین کے چار معنی کیے ہیں (۱) اے اللہ تو کر (۲) اسی طرح ہو (۳) ہماری امیدوں کو نہ توڑ (۴) اے اللہ! ہماری دعا کو قبول فرما۔

آپ مذکورہ معنوں کی بناء پر مزید برآں اپنی تحقیق سے جواب ارسال فرما کر مشکور فرمائیں کہ آیا نکاح صحیح ہو گیا ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور نکاح نہیں ہوا۔ نیز تفصیلاً تحریر فرمائیں کہ اگر نکاح درست ہو گیا تو کس بناء پر اور نہیں درست ہوا تو کس وجہ سے۔ فقط والسلام۔

بینوا توجروا یا اولی الالباب۔

السائل: احقر العباد سراج الدین عفی عنہ چک $\frac{۱۷۳}{R-۷}$

الجواب

نکاح ہر ایسے لفظ سے منعقد ہو جاتا ہے جو مفید تملیک ہو جبکہ یہ لفظ بہ نیت نکاح استعمال کیا گیا ہو۔ وانما یصح بلفظ تزویج و نکاح لانہما صریح وما عداہما کنایۃ وھو کل لفظ وضع لتملیک عین فی الحال کھبۃ وتملیک (درمختار ملخصاً) پس صورت مسئولہ میں ایجاب تو درست ہے۔ لیکن قبول کے بجائے آمین کہنا اس میں تردّد ہے۔ کہ قبول شرعی بنایا نہیں ــ لغوی معنی کے اعتبار سے اس لفظ کا قبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اس کا معنی استجب وغیرہ ہے۔ جس کی حقیقت طلب شی ہے۔ اخبار و اظہار عن تحقق الشئ نہیں۔ پس چونکہ انعقاد نکاح کے لیے قبول بھی رکن ہے۔ اور وہ بظاہر متحقق نہیں ہوا لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ تجدید نکاح کرنا ضروری ہے یا کم از کم احتیاطاً واجب ہے کیونکہ معاملہ نکاح کا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

نوٹ : نیز ایسے ضدی نکاح خواں کو تنبیہ کی جائے کہ آئندہ ایسی بے احتیاطی نہ کرے۔ ایجاب میں لفظ نکاح استعمال کیا کرے اور قبول میں یہ کہلوائے میں نے قبول کیا۔ فقط

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم :

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں :-

۱- خطبہ نکاح، نکاح پڑھنے سے پہلے پڑھنا مسنون ہے یا بعد میں ؟

۲- لفظ آمین کے معنے عام مشہور (اے اللہ تو قبول فرما) کے ہیں اور انہی معنوں کو ابن کثیرؒ نے اکثر علماء کی طرف سے بیان فرمایا ہے گو دوسرے تیسرے معنے بھی بیان فرمائے ہیں۔ جو قریب قریب انہی معنوں سے ملتے جلتے ہیں۔ جیسے (اسی طرح کر) یا (اسی طرح ہو) وغیرہ یا کہیں کسی کتاب میں لفظ آمین کے معنے (میں نے قبول کیا) کے بھی ہیں۔

۳- جیسے عورت کی طرف سے بوقت نکاح الفاظ نکاح، ہبہ، ملک وغیرہ فقہ کی کتابوں میں منقول ہیں۔ کیا اسی طرح مرد کی طرف سے بھی قبول کے موقع پر لفظ قبول کے علاوہ کوئی اور الفاظ منقول ہیں ؟ اگر منقول ہیں تو کون کون سے الفاظ منقول ہیں ؟

۴- کیا ان الفاظوں میں کہیں کسی کتاب میں لفظ آمین بھی لفظ قبول کی جگہ منقول ہے ؟

۵- اگر واقعی کسی کتاب میں لفظ آمین کے معنی (میں نے قبول کیا) کے ہیں تو سورۂ فاتحہ کے بعد منفرد اور مقتدیوں کو آمین کہنے کی کیا مناسبت ہے ؟

بینوا وتوجروا یا اولی الالباب۔

السائل محمد طیب چک $\frac{۱۷۳}{R-۷}$

الجواب

حامداً و مصلیاً

۱- خطبہ نکاح پہلے پڑھنا مسنون ہے، بعد از نکاح بھی جائز ہے۔

۲- (اے اللہ تو قبول فرما) یہی معنی معروف ہیں یا بالفاظ دیگر جو اس سے ملتے جلتے ہیں ــ "اسی طرح ہو" وغیرہ۔

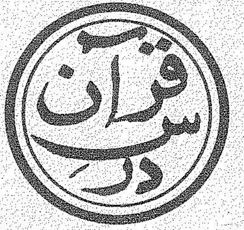
۳- لفظ قبول ہی ضروری ہے۔ البتہ منظور ہے منظور کر لیا بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

۴- اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

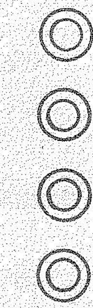
۵- جواب ۲ سے واضح ہو گیا۔

مہر

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال



شیخ التفسیر حضرت مولانا
احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ



خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ سکتے ہو تم پوری طرح اس کے قابو میں ہو۔
ظالم قوم کی نسل تباہ کر دی گئی۔
اے معاندینِ حق! اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا حشر بھی یہی ہوگا۔
ایک مدّت تک اس نے تمہیں مہلت دے رکھی ہے مرنے کے بعد پھر تمہیں اٹھائیگا

ذیل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا سورۃ انعام کی چند آیات کی تفسیر اور ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔

ترجمہ

(۴۰) کہہ دو دیکھو تو سہی اگر تم پر خدا کا غضب آئے یا تم پر قیامت ہی آجائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو (۴۱) بلکہ اسی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کے لیے اسے پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو انہیں بھول جاتے ہو (۴۲) اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں (۴۳) پھر کیوں نہ ہو کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے۔ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر دکھائے جو وہ کرتے تھے (۴۴) پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے (۴۵) پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے (۴۶) ان سے کہہ دو تو سہی اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کوئی ایسا رب ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے۔ دیکھ ہم کیونکر طرح طرح کی نشانیاں بیان کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ منہ موڑتے ہیں (۴۷) کہہ دو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا ظاہر آجائے تو ظالموں کے سوا اور کون ہلاک ہوگا (۴۸) اور ہم پیغمبروں کو صرف اسی لیے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں۔ پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ غم کھائیں گے۔ (۴۹) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ (۵۰) کہہ دو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے (۵۱) اور اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا، جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کیے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں (۵۲) اور جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کر جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں تیرے ذمہ ان کا کوئی حساب نہیں ہے اور نہ تیرا کوئی حساب ان کے ذمہ، اگر تو نے انہیں دور ہٹایا پس تو بے انصافوں میں ہوگا (۵۳) اور اس طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمایا ہے تاکہ یہ لوگ کہیں کیا یہی ہیں ہم میں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ کیا اللہ شکر گزاروں کو جاننے والا نہیں ہے۔ (۵۴) اور ہماری آیتوں کے ماننے والے جب تیرے پاس آئیں تو کہہ دو کہ تم پر سلام ہے تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے۔ جو کوئی تم میں سے ناواقفیت سے برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور نیک ہو جائے تو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۵۵) اور اس طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ گنہگاروں کا راستہ واضح ہو جائے (۵۶) کہہ دو مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔ کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا (۵۷) کہہ دو میرے پاس تو میرے رب کی طرف سے ایک دلیل ہے اور تم اس کو جھٹلاتے ہو۔ جس چیز کو تم جلدی چاہتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے، اللہ کے سوا کسی اور کا حکم نہیں ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۵۸) کہہ دو اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو اس معاملہ میں فیصلہ ہو گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے (۵۹) اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے وہ سب جانتا ہے۔ اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں (۶۰) اور وہ وہی ہے جو تمہیں رات کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو وہ جانتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جو مقرر ہو چکا ہے پھر اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ پھر تمہیں خبر دے گا اس کی جو کچھ تم کرتے ہو (۶۱) اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے (۶۲) پھر اللہ کی طرف پہنچائے جائیں گے۔ جو ان کا سچا مالک ہے۔ خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

تفسیر

۴۰۔ تمہاری قوم پر آئندہ کوئی عذاب یا قیامت آنے والی ہے۔ اس کے متعلق نجات پانے طریقہ اگر نبی آج بتلا رہا ہے تو یہ بھی معجزہ ہے یا نہیں (۴۱) اگر کوئی مصیبت آئی تو فقط اللہ تعالیٰ ہی کو بلاؤ گے اور وہی عذاب دور کرے گا باقی سب معبودوں کو بھول جاؤ گے لہذا اگر اس کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو کیوں انکار کرتے ہو (۴۲) پہلی امتوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور ان پر گرفت ہوئی (۴۳) گرفت الٰہی پر نرم نہیں ہوتے بلکہ مخالفت پر شیطان نے اور زیادہ کمربستہ کر دیا (۴۴) جب گرفت الٰہی پر بھی انہیں بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ نہیں ہوتی تو پھر انہیں چھوڑ دیا گیا اور ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان مہیا کر دیے گئے تاکہ مایوس العلاج مریض چند روزہ زندگی میں آرام پا لیں اور پھر انہیں ناگہانی عذاب میں مبتلا کیا گیا (۴۵) اس ظالم قوم کی نسل تباہ کر دی گئی (عبرت) اے معاندینِ حق! اگر مخالفت سے باز نہ آؤ گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ (۴۶) ایک تو بھی ہلاکت اب کہا جاتا ہے کہ قوم میں سے دیکھنے اور سننے کی طاقت اگر سلب کر لی جائے تو یہ بھی کوئی مصیبت ہے یا نہ (۴۷) اگر تم نے اس تعلیم کی قدر نہ کی تو ممکن ہے کہ تم پر فوری عذاب آجائے۔ (۴۸) انبیاء علیہم السلام کا اصل کام انذار تبشیر ہے اگر اس سے چند باتیں ان سے مانگی جائیں اور ان کے موافق اسباب نہ ہوں اس لیے نہ دی جائیں تو

فرائضِ عبودیت

محمد شفیع عمر الدین ــــ میرپور سندھ

حذر کن از پیروئ نفس کہ درراہِ خدائے
مردم افگن تر ازیں غولِ بیابانی نیست

بندے کو چاہیئے کہ اپنی خواہشات کا غلام نہ بنے غفلت چھوڑ دے اور فرائض عبودیت ادا کرنے میں مستعد رہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے شرعی احکام کے مطابق اپنی چار روزہ زندگی بسر کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ شرعی احکام کی پیروی میں کوئی مشکل یا تکلیف درپیش آئے تو اسے بخوشی صبر سے برداشت کرتے ہیں اور اپنے اس طرز عمل سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے مستحق بن جاتے ہیں مگر یہ بات نفسانی خواہشات کے بندے کو میسر نہیں ہوتی وہ تو ہر وہ کام کرنے سے گریز نہیں کرتا جس سے اس کا نفس خوش ہوتا ہو اور شریعت کی حدود سے تجاوز کرنے سے نہیں ڈرتا۔

مرداں بسعی و رنج بجائے رسیدہ اند
تو بے ہنر کجا رسی از نفس پروری
(حضرت سعدیؒ)

ایسے ہی غافل اور کوتاہ اندیشوں کو ہمارے بزرگ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندیؒ نصیحت فرماتے ہیں کہ "ادائے طاعات و عبادات میں خوب مشغول رہو۔ خدمت مولیٰ میں کمر ہمت کو اچھی طرح باندھ لو آج کا دن کام کا دن ہے، کل کا دن اجرت کا دن ہے وقت کار میں منتظر اجرت ہو بیٹھنا دراصل اپنے آپ کو اجرت سے باز رکھنا ہے۔ ادائے خدمت میں لذات کے درپے نہ ہو۔ اگر لذت دیں تو نعمت ہے نہ دیں۔ تو دامن اطاعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ بندگی سے مقصود وہ محنت و مشقت ہے جس میں نفس و خواہش کی مخالفت ہے نہ کہ وہ عیش و راحت جس کے ہوا و ہوس متمنی ہیں ...." (مکتوب ۹۲ ــ جلد دوم)

اب یقیناً وہ انسان بڑا غافل اور کوتاہ اندیش ہے جو اپنی اصلیت کو بھول جائے حالانکہ اسے آگاہ کیا گیا ہے کہ هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا۔ (الدھر آیت ۱)

ترجمہ:۔ انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ ذکر نہ تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے ایک بوند پانی سے اس جہان کی زندگی عطا کی اور اسے اپنی بے شمار مادی اور روحانی نعمتوں سے نوازا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (ابراہیم آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو۔

مزید برآں انسان پر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی احسان عظیم کیا کہ اسے اس کی پیدائش کے مقصد سے مطلع فرمایا تاکہ دنیا میں رہ کر وہ مقصد حیات سے غافل ہو کر خسارہ مند نہ بن جائے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الذاریات آیت ۵۶)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی بندگی کے لیے بنایا ہے۔

اب بندے کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے مقصد کو ایک لمحے کے لیے بھی فراموش نہ کرے اور اپنی زندگی کے ہر شعبے اور ہر مرحلے میں ساری تگ و دو اس مقصد کے حصول کی خاطر کرے دنیاوی کام کاج بھی محض اس مقصد کی تکمیل کے لیے کرے۔ مثلاً روزی کمانے کے لیے جو حلال اور جائز ذریعہ اختیار کیا جائے اس سے عبادت کے لیے طاقت حاصل کرنے کی نیت ہو۔ کپڑے بنوائیے تو بھی یہ نیت ہو کہ بدن کی سردی و گرمی سے حفاظت کر کے عبادت کے لیے صحت حاصل کرنی ہے اگر مکان بنوائیے تو بھی یہی نیت موجزن ہو کہ فرائض عبودیت بجالانے کے لیے آرام و سکون حاصل کرنا مطلوب ہے اگر ایسی نیت صحیحہ ہو گی تو حصول روزی کے لیے جو سعی و کوشش کی جائے گی وہ بھی بندگی کے دائرے میں آجائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے امور بھی نیت کرنے سے بندگی کے زمرے میں شمار ہوں گے یہ حقیقت حضرت مولانا رومؒ نے ایک حکایت میں واضح کر دی ہے جو اس طرح ہے۔

ایک نے مرید نے ایک نیا گھر تعمیر کروایا اور اپنے شیخ کو اس گھر میں لے گیا شیخ نے ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق ؟

بیٹا:۔ مکان میں کھڑکی تو نے کس لیے رکھائی ہے!

گفت تا نور اندر آید زیں طریق

اس نے جواب دیا کہ حضرت! یہ اس لیے ہے "تاکہ مکان کے اندر روشنی آسکے۔

گفت فرع است ایں بباید ایں نیاز
تاکہ ازیں راہ شنوی بانگ نماز

بزرگ نے فرمایا: بیٹا! یہ بات تو اصل مقصد نہیں بلکہ اس کی ایک شاخ ہے کھڑکی رکھنے سے یہ نیت ہونی چاہیے تھی کہ یہ تیرے لیے فرائض عبودیت کی بجاآوری میں معاون ہو گی۔ اس کے راستہ سے تو اذان کی آواز سن کر مسجد میں پنجوقتہ نمازیں باجماعت پڑھتا رہے گا یہ نیت تیرے لیے باعث ثواب بنتی۔ باقی جہاں تک روشنی کا مکان کے اندر آنے کا سوال ہے وہ تو ہر صورت میں آنی تھی اس لیے ہر کام کرتے وقت نیت ہمیشہ شرعی حکم کی بجاآوری کی کرنی چاہیئے تاکہ صحیح نیت کی وجہ سے ثواب کی امید کی جاسکے۔

مقام حیرت ہے مقصد زندگی سے پوری طرح آگاہ ہونے کے باوجود بھی بعض ایسے کوتاہ اندیش اور بے ہمت بندے موجود ہیں جو اپنی ہمت اور طاقت خواہشات نفسانی کے حاصل کرنے کے درپے خرچ کر دیتے ہیں اور مقصد زندگی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ جو چیز نفس کو بھلی لگے اسے کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جائز یا ناجائز پہلو پر کبھی غور نہیں کرتے وہ زندگی کی مختصر سی مہلت فرائض عبودیت بجالانے میں صرف نہیں کرتے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف دھیان نہیں دیتے اپنا قیمتی وقت لہو و لعب اور دوسری غیر شرعی مصروفیات اور کھیل تماشوں میں گنوا دیتے ہیں۔ ان کے پاس مخرب الاخلاق لٹریچر کے مطالعہ کے لیے وقت تو ہے مگر قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مقصد زندگی کی طرف صحیح طور پر رہنمائی کرتا ہے اور فرائض عبودیت سے آگاہ کرتا ہے اور دوسرا کی بھلائی کی راہ بتاتا ہے اس کی تلاوت اور اس کی آیات پر تدبر کے لیے گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ نہیں ملتا۔ پنجگانہ فرض نمازوں کے لیے قلت وقت کا بہانہ تراشا جاتا ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہونا چاہیئے تھا۔ دوسری باتوں کو نماز سے موخر کرنا چاہیئے تھا کیونکہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پنجگانہ نمازیں پڑھنے میں لگتا ہے اور پھر یہ وقت بھی یک لخت نہیں جاتا بلکہ رات و دن کے مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اس لیے نمازیں نہ پڑھنے کا کوئی بہانہ قابل قبول اور معقول نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن اول نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

بندے کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ کھیل تماشے کے لیے گھر سے میل دو میل دور تو چلے جاتے ہیں۔ مگر محلے کی مسجد کی آبادی، جو مسلمانوں پر واجب ہے، کے لیے چار قدم نہیں اٹھائے جاسکتے، نفس پرستی کی یہ بدترین مثال ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ (القصص آیت ــ ۵۰)

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

چوہدری صادق علی ندوی لائیلپور

مساواتِ محمدیؐ

ایک تاریخی، فقہی اور تحقیقی جائزہ

چراگاہوں کے استعمال کے متعلق احکامات

۱- سرکاری چراگاہیں

زمانۂ جاہلیت اور دورِ حاضر میں بھی یہ دستور رہا ہے کہ حکومت سرکاری غیر آباد مگر سبزہ زار اراضیات کو معمولی ٹیکس لے کر بعض بڑے بڑے جاگیرداروں کو دے دیتی ہے اور وہ اس اراضی کے گھاس وغیرہ سے مویشیوں کی افزائش نسل کر کے کافی دولت کما لیتے ہیں۔ اور کسی دوسرے شخص کے مویشی ایسی چراگاہوں سے چارہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اردو زبان میں اس کو رکھ کہتے ہیں، عربی میں حمیٰ — حکومت برطانیہ نے بھی ضلع ملتان میں بعض بڑے لوگوں کو کئی مربعہ جات اراضی سرکار پرورش مویشیاں کے نام سے دیئے جس پر وہ آج تک قابض چلے آتے ہیں۔ چونکہ ایسی چراگاہیں جو عوام کے لیے بند ہوں اور خواص اس سے مستفید ہوں مفاد عامہ کے منافی ہیں۔ لہٰذا اسلام ان کو ناجائز قرار دیتا ہے صرف حکومت اسلامیہ کو یہ حق ہے کہ جہاد یا صدقات کے مویشیوں کے لیے کوئی خاص چراگاہ مقرر کر دے یعنی فوج کے گھوڑوں وغیرہ کے لیے اگر کوئی خاص قطعہ اراضی مخصوص کر دیا جائے تو اس کی اجازت ہے مگر کوئی اور آدمی ایسی چراگاہ یا رکھ اپنے لیے مخصوص نہیں کر سکتا۔

بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

قال صلی اللہ علیہ وسلم لا حمیٰ الا للہ ورسولہ (بخاری کتاب المزارعۃ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حمیٰ یعنی مویشیوں کے لیے چراگاہ کی حد بندی اللہ اور اس کے رسولؐ کے علاوہ کسی کے لیے روا نہیں ہے"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اقول لما کان الحمٰی تنییقًا علی الناس وظلمًا علیہم واضرارًا نہی عنہ۔

(حجۃ اللہ البالغۃ جلد دوم صـ۱۹۴)

میں کہتا ہوں کہ چونکہ حمیٰ کا دستور لوگوں کی ضروریات میں دشواری کا باعث اور ان کے مفاد عامہ پر ظلم تھا اور باعث نقصان۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناجائز قرار دیا۔"

فوجی چھاؤنیوں کے ساتھ جو چراگاہیں (حمیٰ) یا گراس فارم سرکاری گھوڑوں کے لیے مخصوص ہوں۔ ان کے سوائے عوام کو ہر غیر مزروعہ اراضی پر مویشی چرانے کی اجازت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک حکم دے دیا تھا کہ اگر بارش کی کمی کی وجہ سے چارہ اور گھاس کی ملک میں کمی واقع ہو جائے تو سرکاری چراگاہوں کو بھی پبلک کے لیے کھول دیا جائے تاکہ عوام کو تکلیف نہ ہو چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ھنیؓ کو سرکاری چراگاہ کا منتظم مقرر کیا تو ارشاد فرمایا:

ویحک یا ھنی اضمم جناحک عن الناس واتق دعوۃ المظلوم فان دعوتہ مجابۃ ادخل لی رب الصریمۃ ورب الغنیمۃ و دعنی من نعم عثمان بن عفان وابن عوف فان ابن عفان وابن عوف ان ھلکت ما شیتھما رجعا الی المدینۃ الی النخل و زرع وان ھذا المسکین ان ھلکت ما شیتہٗ جاء نی یصیح یا امیر المومنین یا امیر المومنین والماء والکلاء اھون علیّ من ان اغرم لہ (کتاب الخراج صـ۱۰۵، موطا امام مالک کتاب البیوع والمعاملات باب الحمیٰ ۔ واللفظ لامام ابی یوسف)

اے ھنیؓ! خبردار اپنے بازوؤں کو لوگوں سے سمیٹے رکھ اور مظلوم کی بددعا سے ڈر، اس لیے وہ خدا کے ہاں مقبول ہے تو میری اس قائم کردہ چراگاہ میں بکریوں اور دیگر چوپایوں کے ریوڑ والوں کو اجازت دے کہ وہ چراگاہ میں چرا سکیں۔ اور عثمانؓ بن عفان اور ابن عوف کے چوپایوں کی پروا نہ کر اس لیے کہ اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں تو وہ مدینہ میں اپنے کھجوروں کے باغ اور زمین کی کاشت سے فائدہ اٹھا سکیں گے اور اگر ان چرواہوں کے چوپائے مر گئے تو یہ مسکین چیختے پکارتے آئیں گے اور یا امیر المومنین یا امیر المومنین کہہ کہہ کر امداد طلب کریں گے اس لیے بیت المال پر بوجھ ڈالنے سے میرے لیے یہ زیادہ آسان ہے کہ ان کو چراگاہ کے گھاس پانی سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔"

سنتِ فاروقی کے مطابق ضرورت کے وقت سرکاری چراگاہیں بھی غریب لوگوں کے مویشی چرانے کے لیے کھول دی جائیں گی تاکہ ان کے مویشی چارہ کے قحط سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ جب قحط کی وجہ سے وہ بیت المال سے مالی امداد لینے کے حقدار ہیں تو چراگاہ کی گھاس بھی امداد کے طور پر غرباء کے لیے عام کر دیا جائے گا جب حکومت اسلامیہ کفالت عامہ کی ذمہ دار ہے تو ہر قسم کے محرومین کی امداد اس کے ذمہ واجب ہے۔ خواہ یہ محرومی غلہ کی ہو یا چارہ کی۔

۲- انفرادی چراگاہیں

زمانۂ جاہلیت میں ایک یہ بھی رواج تھا کہ بعض حریص زمیندار بہت سی بنجر اراضی پر قبضہ کر کے اسے اپنے مویشیوں کے لیے مخصوص چراگاہیں بنا لیتے تھے اور خودرو گھاس اور تالابوں کو دوسروں کے لیے ممنوع قرار دے دیتے تھے اور غریب عوام کے مویشی ایسی ذاتی چراگاہوں سے چارہ گھاس اور پانی نہیں استعمال کر سکتے تھے۔ شریعت محمدی نے ایسی انفرادی ملکیت کی چراگاہوں کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ اگرچہ یہ اراضیات زمینداروں کی ذاتی ملکیت ہی ہوں تاہم وہ خودرو گھاس اور تالابوں کے پانی کو عوام کے مویشیوں پر بند نہیں کر سکتے — چنانچہ حدیث پاک میں ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یُمنعُ فضل الماء لیمنع بہ الکلاء۔

(مسلم شریف کتاب المساقات والمزارعۃ باب تحریم منع فضل الماء الذی یکون فی الفلاۃ .... الخ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرورت سے بچے ہوئے پانی سے لوگوں کو نہ روکا جائے کہ اس بہانہ سے گھاس سے روکنے کا موقعہ مل جائے گا۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

المسلمون شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلاء والنار۔ (ابوداؤد شریف)

تمام مسلمان پانی، گھاس اور سوختنی لکڑی میں برابر کے شریک ہیں۔

ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ذاتی اراضی میں جو کہ بنجر ہو اس کا خودرو گھاس اور سوختنی لکڑی اور اس کے تالاب یا جوہڑ کا پانی سب مسلمانوں کے لیے عام ہے یعنی مالک اراضی عوام کو ان کے استعمال سے نہیں روک سکتا ہے۔ اور ان تین اشیاء میں تمام مسلمانوں کو حق مساوات پہنچتا ہے۔ اسی طرح بعض احادیث میں نمک کے متعلق بھی یہی ارشاد ہے۔

امام ابو عبید کتاب الاموال میں تحریر فرماتے ہیں کہ پانی گھاس اور سوختنی لکڑی کے متعلق عوام کے حقوق اس زمین کے بارہ میں ہیں جو کسی شخص کی مملوکہ ہو اور اس میں جاری چشمہ کی طرح کا پانی ہو یا بغیر بیج ڈالے اور کھیتی کیے خود رو گھاس اُگی ہو۔ (کتاب الاموال ص۳۰۳)

ومن السحت ما یؤخذ علی کل صباح کملح و کلاء وماء ومعادن (درمختار علی حاشیہ ردالمختار)

"اور وہ ٹیکس ظلم ہے جو نمک گھاس، پانی اور ظاہری کانوں پر لیا جائے۔"

نیز کتاب الخراج اور شامی میں تصریح کی گئی ہے

قال ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولو ان اهل قریة لهم مروج یرعون فیها و یحتطبون منها قد عرف انها لهم فهی لهم علی حالها یتبایعونها ویتوارثونها ویحدثون فیها ما یحدث الرجل فی ملکه ولیس لهم ان یمنعوا الکلاء ولا الماء ولا صاحب المواشی ان یرعوا فی تلك المروج ویستقوا من تلك المیاه۔ (کتاب الخراج ص۱۰۴ وشامی جلد ۵۔ کتاب احیاء الموات ص۲۸۳)

"امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اور اگر کسی اہل بستی کے متعلق یہ معلوم ہے کہ ان کی چراگاہیں کہ جس میں وہ اپنے مویشیوں کو چراتے اور اس سے سوختنی لکڑی حاصل کرتے ہیں ان کی ذاتی ملک ہیں تو وہ ذاتی ملک ہی رہیں گی اور ان کو اس کے فروخت کرنے خریدنے اور ترمیم و تنسیخ کرنے کا حق ہے اور اس میں ان کی وراثت بھی جاری رہے گی لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ان کو یہ حق ہرگز نہیں ہے کہ وہ چراگاہ کی خودرو گھاس اور اس کے پانی سے دوسروں کو روکیں اور چرواہوں اور مویشیوں والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بغیر روک ٹوک ان چراگاہوں میں مویشی چرائیں اور ان کا پانی پئیں، پلائیں۔"

کتب فقہ کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چراگاہیں خواہ ذاتی ملکیت بھی ہوں تو مالکان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ عوام کو خودرو گھاس اور پانی سے فائدہ اٹھانے سے روکیں۔ کیونکہ پانی اور گھاس جو خود رو ہو اس کے حق استعمال میں سب برابر ہیں اور قانون مساوات یہاں جاری ہوگا۔

دریاؤں اور نالوں کے پانی کو استعمال کرنے میں حقِ مساوات

دریاؤں، نالوں اور وادیوں کا پانی کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اور ہر شخص کو اس پانی کے استعمال کا حق ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب مبسوط میں ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں پانی، گھاس اور آگ (یعنی سوختنی لکڑی)۔ اور دوسری روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ان تینوں چیزوں میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ اور یہ روایت پہلی روایت سے عام ہے کیونکہ اس میں مسلمان اور کافر سب کی شرکت کا اعلان ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ تمام انسان ان چیزوں میں برابر کے حقدار ہیں اور پانی کے بارہ میں یہ شرکت وادیوں کے پانی اور دریاؤں (یعنی خود رو پانی) سے متعلق ہے۔ مثلاً سیحون، جیحون، فرات، دجلہ، نیل وغیرہ اس لیے کہ ان سے فائدہ اٹھانا ایسا ہے جیسا کہ سورج کی دھوپ اور ہوا سے فائدہ حاصل کرنا کہ اس میں تمام کائناتِ انسانی مساوی شریک ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس افادہ سے دوسروں کو روک دے یا اس کی مثال راستہ اور شارع عام کی سی ہے جس پر ہر مسلم اور کافر سب کو چلنے کا برابر حق ہے اور لفظ شرکت سے اصل اباحت اور انتفاع میں تمام انسانوں کا مساوی ہونا مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ ان کی ملک ہے اس لیے کہ پانی وادیوں اور دریاؤں میں کسی کی بھی ملکیت نہیں ہوتا۔" (مبسوط جلد ۲۳ ص۱۶۴)

اس ضمن میں موطاء امام مالک کی مندرجہ ذیل حدیث بھی اسی مسلک کی تائید کرتی ہے:۔

مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی سیل مهزور ومذینیب یمسك حتی الکعبین ثم یرسل الاعلی علی الاسفل (موطا امام مالک کتاب البیوع والمعاملات۔ باب ماء الاودیہ یشترک فیہ الناس یمسک الاعلی حتی الکعبین ثم یرسل)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہزور اور مذینیب ندیوں کے متعلق فرمایا کہ ان کا پانی روک لیا جائے حتیٰ کہ زمین سیراب ہو جائے اور پانی ٹخنوں تک کھڑا ہو جائے پھر اوپر کی زمین والا پانی نیچے کی زمینوں کی طرف بھیج دے۔"

مہزور و مذینیب دو ندیوں کے نام ہیں جو کہ مدینہ شریف کے قریب تھیں۔ ان ندیوں سے اراضی سیراب کرنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمینداروں کے لیے یہ فیصلہ دیا کہ پانی اوپر کی سطح سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ لہذا پہلے اوپر کی اراضی والے کا حق ہے کہ وہ اپنی اراضی کو سیراب کرلے اور پھر پانی کو نیچے کی جانب جانے دے۔ سیراب کرنے کے متعلق بھی چونکہ تنازعہ کا خدشہ ہوتا ہے کہ زمیندار آپس میں نہ الجھیں لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرابی کی حد مقرر فرما دی کہ کھیت میں پانی ٹخنوں تک کھڑا ہو جائے یعنی قریباً تین انچ پانی کا کھڑا ہونا سیرابی کے لیے کافی ہے اور چونکہ دریاؤں ندیوں نالوں اور بارش کے پانی کے استعمال میں تمام کو حق مساوات حاصل ہے لہذا ضرورت سے زیادہ پانی کو کھیت میں کھڑا کرنے سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس کے تدارک کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک پانی روکنے کی حد مقرر فرما دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قلت وعلیہ الشافعی فی المنهاج والمیاه المباحة من الاودیة والعیون والسیول والامطار یستوی الناس فیها فان اراد الناس سقی ارضهم منها فضاق سقی الاعلی فالاعلی وحبس کل واحد الماء حتی یبلغ الکعبین وقال محمد بهذا ناخذ۔ (مسوی شرح موطاء کتاب البیوع والمعاملات باب ماء الاودیہ یشترك فیه الناس یمسك الاعلی حتی الکعبین ثم یرسل)

"میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے (یعنی اس حدیث کے مطابق ان کا فتوےٰ ہے)۔ اور منہاج میں ہے کہ ندیاں جو صحراؤں میں ہیں ان کا پانی اور چشموں کا پانی اور سیلاب کا پانی اور بارش کا پانی سب کے لیے مساوی طور پر مباح ہے اور اگر لوگ ان پانیوں سے اپنی زمین سیراب کرنا چاہیں تو اعلیٰ کے بعد اعلیٰ سیراب کرے اور ان میں سے ہر ایک پانی کو روک لے حتیٰ کہ اس کے کھیت میں پانی ٹخنوں تک کھڑا ہو جائے اور یہی مسلک امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔"

سبحان اللہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے دریاؤں کے پانی کے متعلق مساوات محمدی کی کیا خوب تشریح فرمائی ہے۔ دین کامل میں ہمارے تمام مسائل اور تنازعات کا حل موجود ہے۔ آج اگر امت محمدیہ بحیثیت مجموعی دین پر عمل کرنا شروع کردے تو ہماری تمام تکالیف رفع ہو جائیں گی اور تمام قوم خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرے گی۔ ہم میں کمی صرف یہ ہے کہ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی تعلیمات سے کماحقہ محبت نہیں اور نہ ہی ہم نے اس بات کا تہیہ کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو عملی جامہ پہنائیں گے ورنہ ہمارے تمام دکھوں کا مداوا اتباع رسول اللہ

(باقی ص۱۴ پر)

تربیتِ اولاد

تحریر
فداء الرحمٰن درخواستی
مکی مسجد۔ خان پور

کوئی جامع تہذیب یا کامل مذہب ایسا نہیں جس نے اس اجتماعی فرض کی جانب خاص توجہ نہ دی ہو، ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے اسلام نے بھی اولاد کی تربیت اور اس کی نشوونما کی جانب خاص توجہ دی ہے اور اس کے متعلق واضح ہدایات رکھی ہیں۔ کہ اپنے بعد اپنی اولاد کی اصلاح اولین فرض ہے اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا اور وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔

خاندان اور اہل وعیال کی اصلاح وتربیت وہ اہم فرض ہے جس سے غفلت نہ صرف ذاتی جرم وگناہ اور انفرادی مضرت کا باعث ہے بلکہ اس سے تمام معاشرہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ کسی ایک فرد کا بغیر اصلاح کے رہ جانا کئی خاندانوں کے محروم اصلاح رہ جانے کے برابر ہے۔

خاندان معاشرہ کی ایک ایسی مختصر اکائی ہے کہ اس کی تعلیم وتربیت اس کے سرپرست کے لیے کوئی مشکل مسئلہ نہیں روزمرہ کے مشاغل کے ساتھ ساتھ وہ اس فرض کو بڑی خوش اسلوبی اور نہایت آسانی سے انجام دے سکتا ہے لہٰذا اس کی تلقین ونصیحت باموقعہ برمحل اور موثر ہوگی، نیز اس کا ذاتی کردار اور عملی رفتار بھی اس سلسلہ میں بہت اثر انداز ہوتی ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ (الحدیث)

تم میں ہر شخص چرواہا یعنی ذمہ دار ہے اور تم میں ہر شخص سے اس کی رعیت اور ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

آج کل جو بے چینی واضطراب اور غیر مطمئن حالات دیکھنے میں آرہے ہیں ان کا بڑا سبب اسی معاشرتی پہلو سے غفلت شعاری ہے، معاشرہ کی بڑی بڑی خرابیاں اور ناقابلِ علاج برائیاں والدین کے تربیت اولاد میں تساہل برتنے کا نتیجہ ہیں۔ والدین کی ذرا سی غفلت اور کوتاہی آگے چل کر پوری قوم کے لیے ہلاکت اور متعدد پرپیچ مسائل کا سبب بن جاتی ہے۔ اکثر لوگ نئی نسل کی برائیوں کا رونا روتے ہیں، حالانکہ بنیادی لحاظ سے یہ سب انہیں کا کیا دھرا ہوتا ہے اور اپنے اعمال ہی سامنے آتے ہیں، جیسے وہ اپنی اولاد کے سر ڈالنا چاہتے ہیں اگر وہ ابتدائی عمر ہی سے اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرتے اور اس فرض کو پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے تو یہ نتائج بد نہ دیکھنے پڑتے۔

عام حضرات کا ذکر ہی کیا۔ قوم کے بڑے بڑے مصلحین اور ملک کے لیڈروں کا یہ حال دیکھا گیا ہے کہ انہوں نے قوم کی اصلاح وتربیت کے لیے تو پوری عمر گنوا دی، ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انتھک کوششیں کیں اس کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا لیکن خود اپنی اولاد اور لواحقین کی اصلاح اور نشوونما کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔

آخر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اولاد میں وہ تمام عیوب ونقائص موجود رہے جو اپنی قوم کی سیرت و کردار سے دور کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ ان کے فرزندوں نے وہ گل کھلائے کہ آباؤ اجداد کا نام روشن کر دیا۔ ان کے اعمال بد سے خاندان کا خاندان تباہ ہو گیا اور جناب مصلح صاحب کو اپنی عمر کے آخری دن بھی آرام سے گذارنے نصیب نہ ہوتے۔ الغرض قوم کی اصلاح سے پہلے اولاد کی تربیت اور گھر کی اصلاح ضروری ہے۔ یہی درجہ بندی ہے جو اس کارِ عظیم میں ملحوظ رکھنی چاہیئے۔

مشاہیر علمائے سرحد:

حضرت مولانا قاضی عبدالربّ صاحبؒ

قاری فیوض الرحمٰن۔ (ایم۔ اے) ایبٹ آباد

ولادت: آپ تقریباً ۱۳۰۳ھ میں نوشہرہ (ضلع پشاور) سے چھ میل دور ایک قصبہ زیارت کاکا صاحب میں حضرت مولانا قاضی دُرِّ مکنون صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے آپ کے والد محترم بھی علاقہ کے مشہور عالم اور قاضی تھے آپ کے جدِّ امجد شیخ اخوند الدین صاحبؒ تھے۔ جن کا مزار اکوڑہ خٹک میں ہے یہ بزرگ جناب کستیر گل کاکا صاحب کے استاذ تھے آپ کا خاندان علاقہ میں اپنی تدریسی خدمات اور قضا کی وجہ سے خاصا مشہور تھا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے پرائمری تعلیم پرائمری سکول "زیارت کاکا صاحبؒ" ہی میں حاصل کی۔ جب کہ ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد صاحبؒ سے حاصل کی۔ پھر آپ "طورو" ضلع مردان کے مشہور عالم حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب شہیدؒ کی خدمت میں پہنچے اور تقریباً چار سال تک ان سے درسِ نظامی کی مروجہ کتابیں پڑھیں۔ آپ مولانا محمد اسرائیل صاحب شہیدؒ کے خاص محبوب نظر تھے ایک مرتبہ آپ کے استاذ نواب مہابت خان صاحب آف طورو کے ہاں تشریف لے گئے آپ بھی ان کے ساتھ تھے۔ نواب صاحب نے پوچھا یہ "چینڑا" (چھوٹا طالبعلم) کہاں کا ہے؟ اور کون ہے؟ آپ کے محترم استاذ نے جواب دیا کہ آپ کے لیے "چینڑا" ہوگا میرے لیے تو طالب (بڑا طالبعلم) ہے اور بتایا کہ زیارت کاکا صاحب کے حضرت مولانا قاضی دُرِّ مکنون صاحبؒ کے فرزند ہیں، نواب صاحب چونکہ آپ کے والد صاحب کی علمی شان سے واقف تھے احتراماً کھڑے ہو گئے اور خوب خاطر مدارت کی تقریباً ۱۳۲۰ھ تک آپ انہی کی خدمت میں رہے اندازاً ۲۸-۱۳۲۹ھ میں آپ کی شادی جہانگیرہ کے مولانا عبدالحق صاحب (جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلوی کے خاص شاگرد تھے) کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے روانگی

شادی کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے "غورغشتی" کا سفر کیا، یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحب غورغشتویؒ معقولات ومنقولات کے مشہور عالم تھے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت مولانا دہلی تشریف لے گئے ہیں آپ بھی ان کے پیچھے دہلی تشریف لے گئے تقریباً چار سال تک وہاں تکمیلی کتابیں پڑھیں ۱۳۳۳ھ میں حضرت مولانا عبدالعلی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ، مولانا پرول صاحب اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب فتح پوری کے بھی نام آتے ہیں۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد آپ اپنے وطن تشریف لے آئے پہلے انجمن حمایت اسلام نوشہرہ کے اسلامیہ ہائی سکول میں دو تین سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، پھر زیارت کاکا صاحب میں مدرسہ نصرۃ الاسلام کا افتتاح ہوا آپ اس مدرسہ کے مہتمم بھی تھے اور مدرسِ اعلیٰ بھی۔ جامعہ ملیہ دہلی کے ساتھ اس مدرسہ کا الحاق تھا، یہ مدرسہ انجمن انصار الاسلام کی سرپرستی میں چل رہا تھا اس انجمن کے مشہور اراکین میں جناب میاں اکبر شاہ صاحب، فخرِ قوم میاں حمید گل صاحب وسید میراں جان صاحب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں اس مدرسہ میں آپ نے تقریباً سولہ سال،

باقی صفحہ ۱۲ پر

مولانا محمد صادق سیالکوٹی

ہمسایوں کے حقوق

قرآن مجید (سورہ نساء) کے ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ۔ اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی۔
وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو (نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں)
وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔
وَبِذِی الْقُرْبٰی۔ اور قرابت داروں کے ساتھ۔
وَالْیَتٰمٰی۔ اور یتیموں کے ساتھ۔
وَالْمَسٰکِیْنِ۔ اور مسکینوں کے ساتھ۔
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی۔ اور نزدیک کے ہمسایوں کے ساتھ۔
وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ اور دور کے ہمسایوں کے ساتھ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ۔ اور ہمنشینوں کے ساتھ۔
وَابْنِ السَّبِیْلِ۔ اور مسافروں کے ساتھ۔
وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اور اپنے (لونڈی، غلاموں، نوکروں، چاکروں) کے ساتھ نیکی کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص عبادت، بلا شرک کرنے کا حکم دے کر ساتھ ہی اپنے بندوں کے ساتھ احسان اور نیکی کرنے کا اذن دیا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق پورا کرنے کے لیے قرآن اور حدیث میں وضاحت فرما دی ہے۔ اس صحبت میں ہم ہمسایوں کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کے حقوق پورا کرنے کے متعلق جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کرتے ہیں۔

کسی زمانے میں کہا جاتا تھا کہ ہمسایہ ماں باپ جایا۔ یعنی ہمسایوں کو ایسا سمجھو جیسا ماں باپ کا جنا ہوا ہوتا ہے۔ بالکل خون کے رشتوں کی طرح آپس میں سلوک اور محبت کرنے کے لائق ہیں۔ لیکن وائے ہماری بدبختی کہ آج ہمسایہ اپنے ہمسایہ سے الاماشاء اللہ، دست و گریباں اور نالاں و پریشان ہے۔ لڑائی، جھگڑا، گالی، گلوچ، سب و شتم، فتنہ و فساد، بدخواہی، حسد، بغض، کینہ، ایذا دہی، یہ ہمسایوں کے آپس میں عطایا، ہدایا اور تحفے تحائف ہیں اور پھر ہم دعوائے اسلام کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ فلیکرم جارہ۔ اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھی طرح رہے اور عزت کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا (کہ اللہ کے سامنے پیش ہو کر اعمال کا جواب دینا ہے) فلا یوذ جارہ، تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کو (کسی طرح کی ایذا نہ دے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا۔ الی اقربھما منک باباً جس کا دروازہ تیرے دروازے سے زیادہ قریب ہے (بخاری شریف)

معلوم ہوا کہ اپنے گھر سے بالکل قریبی پڑوسی حسن سلوک کے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت ان کے جو کچھ فاصلہ پر ہوں لیکن خیر خواہی اور حسن اخلاق کا برتاؤ سب کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی اپنے بھائی یا پڑوسی کے لیے وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

ترمذی شریف میں رحمت عالمؐ کا ارشاد ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے حق میں اچھا ہو۔

ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے سرور عالم سے پوچھا مجھے کس طرح معلوم ہو کہ میں نے اچھا کام کیا ہے؟ (یعنی میں اچھا ہوں) آپ نے فرمایا۔

اذا سمعت جیرانک یقولون قد احسنت جب تو اپنے پڑوسیوں کو کہتے ہوئے سنے کہ تو اچھا ہے فقد احسنت۔ پس تحقیق تو اچھا ہے۔

واذا سمعتھم یقولون قد اساءت۔ جب تو انھیں یہ کہتے ہوئے سنے کہ تو بُرا ہے۔ فقد اساءت پس تحقیق تو بُرا ہے۔

ہمسایوں کا کسی کو اچھا یا بُرا کہنا اس لیے معتبر ہے کہ ان کے ساتھ چوبیس گھنٹے سابقہ رہتا ہے وہ ایک دوسرے کے حالات سے خوب واقف ہوتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ ہمسایوں سے ہمیشہ نیک سلوک کریں۔ ان کی ہر طرح خیر خواہی کریں اور کسی صورت میں بھی انہیں رنجیدہ اور ناراض نہ ہونے دیں۔

حضور انورؐ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرے۔ ولیحسن جوار من جاورہٗ۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسیوں کے حقوق ہمسائیگی کو اچھی طرح پورا کرے (مشکوٰۃ)

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماذا لی جبریل یوصینی بالجیران۔ جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے اپنے ہمسایوں کے حقوق کی پاسداری کی تاکید کرتے تھے۔

حتی ظننت۔ یہاں تک کہ (ان کی تاکید در تاکید سے) مجھے خیال گزرا۔

انہ سیورثہ۔ کہ عنقریب ہمسائے وراثت میں حقدار ہو جائیں گے۔

یعنی جبریل علیہ السلام بار بار حضور انورؐ کو ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی تائید کرتے رہتے تھے، حضورؐ فرماتے ہیں کہ جبریلؑ کے ایسا کرنے سے مجھے خیال گزرا کہ شاید کسی روز جبریل یہ حکم لے آئے کہ ہمسائے ہمسایوں کی جائیداد میں وارث ہو سکتے ہیں اس سے اندازہ لگایئے کہ ہمسایوں کو آپس میں کس قدر محبت، پیار، خیر خواہی اور حسن سلوک سے رہنا چاہیئے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

واللّٰہ لا یومن۔ خدا تعالیٰ کی قسم وہ آدمی ایمان نہیں لایا
واللّٰہ لا یومن۔ بخدا وہ مسلمان نہیں ہے
واللّٰہ لا یومن۔ حق تعالیٰ کی قسم وہ مسلمان نہیں۔

صحابہؓ نے عرض کیا۔ ومن یا رسول اللّٰہ۔ اور کون اے اللہ کے رسول؟

آپ نے فرمایا۔

الذی لا یامن جارہ بوائقہ۔ وہ شخص جس کی ایذاؤں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر ان لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے جو بلاوجہ ہمسایوں کو ستاتے، تنگ کرتے، گالی گلوچ دیتے اور ان سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں انھیں زبان اور ہاتھ سے ایذا پہنچاتے ہیں۔ حضور نے تین بار اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ ایسے ہمسائے مسلمان نہیں ہیں۔

ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بارے میں رحمت عالم نے یہاں تک حکم دیا۔ فرمایا۔

وہ شخص پورا مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھاتے اور اس کا ہمسایہ اس کے قریب فاقہ کشی کی حالت میں ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

سانحہ ارتحال

قاری عبدالکریم صاحب کے والد بزرگوار صوفی محمد عظیم صاحب قضائے الٰہی سے گذشتہ دنوں میلسی میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم نہایت پاکیزہ سیرت اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ ادارہ جملہ پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

تحریر:- حافظ محمد علی، لاہور

دنیا و آخرت میں کامیابی

اسلامی قواعد و ضوابط کی پابندی اور احترام

عرف عام میں کامیابی؟ عزت، راحت و چین کا مل جانا اور خواہشات کے پورا ہو جانے کا نام ہے دنیا میں کوئی بھی شخص ناکام ہونے کے لیے محنت نہیں کرتا۔ اللہ نے سب انسانوں کے دل و دماغ میں کامیابی کا تصور ڈالا ہے کامیابی کے متعلق لوگوں کے تصورات مختلف ہیں، ایک وقتی اور ایک ہمیشہ کی کامیابی ہوتی ہے۔ ہر ایک فطرت انسان چاہتا ہے کہ اسے ہمیشہ کے لیے راحت و سکون میسر ہو جائے لیکن بعض نافہم اور ناقص العقل حضرات وقتی کامیابی کے نشے میں مدہوش ہو کر ابدی کامیابی کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ۔ کامیابی کے متعلق جو دوسرا اختلاف پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کامیابی دنیا میں ملے گی یا آخرت میں؟ دنیا کو خداوند تعالیٰ نے دارالعمل بنایا ہے اسے دارالجزا نہیں بنایا۔ تیسرا اختلاف محنت کرنے کے طریقے میں ہوا جب کام کے کرنے کا جو طریقہ ہوتا ہے اگر اسی طریقہ سے کام کیا جائے تو کام درست ہوتا ہے ورنہ غلط ہو جاتا ہے جس طرح کالج میں پڑھنے کے لیے کالج کے نصاب کی کتابیں پڑھنا پڑھتی ہیں نہ کہ سکول کے نصاب کی کتب۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کا مدار دل و جسم پر محنت کرنے کو رکھا۔ خارجی چیزوں پر کامیابی کا انحصار نہیں ہے اور نہ ہی دنیاوی چیزوں پر محنت کرنے سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ دنیا کی اشیاء کسی کو زیادہ ملتی ہیں اور کسی کو کم۔ لہٰذا ان چیزوں پر کامیابی کا انحصار نہیں ہو سکتا۔ جسم اور دل اللہ تعالیٰ نے سب کو عنایت کیے۔ امیر کو بھی اور غریب کو بھی۔ آقا و غلام، غالب مغلوب، بیمار و صحت مند، چھوٹے بڑے، کالے گورے غرضیکہ ہر انسان کو دیے خواہ وہ کوئی زبان بولتا ہو یا کسی بھی علاقہ و ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ دل و جسم تمام انسانوں کو دیے اور ہر حال میں دیے اس لیے ان ہی پر اصل کامیابی کا انحصار بھی رکھا ہے۔ اس لیے قیامت کے روز کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے دل و جسم تھوڑا دیا تھا اس لیے میں تھوڑا کامیاب و کامران ہو کر آیا ہوں کیونکہ دل و جسم کے چھوٹا یا بڑا ہونے پر کامیابی کا مدار نہیں بلکہ ان کے اوپر محنت کرنے میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔ محنت کیا ہے؟ دل پر محنت ڈاکٹر بھی کرتے ہیں رگوں میں خون دیتے ہیں، اسی طرح بدن پر بھی محنت کرتے ہیں۔ یہ محنت کامیابی والی محنت نہیں بلکہ وہ محنت ایمان، یقین اور اعمال کی محنت ہے جس سے دل میں اللہ کا دھیان پیدا ہو جاتا ہے اور غلط چیزوں سے تاثر لینے کا مادہ ختم ہو جاتا ہے۔ دل کے جذبات و خیالات اللہ کے حکموں کے تابع ہو جاتے ہیں اور جسم حضور ؐ کے بتلائے ہوئے اعمال صالحہ کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں کامیابی کا انحصار کیوں نہیں رکھا؟ دنیا کے شیدائی تو کہتے ہیں کہ جس کو بادشاہت، صحت اور دولت کے خزانے مل جائیں وہ کامیاب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لیکن بے نیاز و رحمٰن خدا نے ان فانی چیزوں کے حاصل ہو جانے کو کامیابی سے تعبیر نہیں کیا۔ کیوں؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

۱۔ دنیا میں اشیاء ناقص ملتی ہیں۔ ان اشیاء کو باہر رکھ دیں تو خراب ہو جاتی ہیں ان میں بدبو، کیڑے اور جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے پھل، سبزیاں، کپڑے وغیرہ۔ اگر کوئی بے وقوف یہ کہتا ہے کہ اگر اچھی سی بیوی مل جائے تو کامیابی ہے لیکن وہ بھی کچھ عرصہ بعد بوڑھی ہو جائے گی اور پھر اسے دیکھنے کو جی نہیں چاہے گا۔

۲۔ یہاں اشیاء حالات کے تابع ہیں۔

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں بادشاہ، غریب سب پر حالات آتے ہیں۔ صحت، بیماری گرمی، سردی، خوف و امن تمام لوگوں پر آتے ہیں۔ یہ حالات ہمیں بتانے آتے ہیں کہ یہ کامیابی کی جگہ نہیں ہے بلکہ کامیابی کی جگہ آخرت ہے یہاں تو صرف عمل کرنے کا موقع دے کر دیکھا جا رہا ہے کہ کامیابی کی طرف کون قدم اٹھا رہا ہے؟

۳۔ یہ چیزیں موت تک کے لیے ہیں، عزت و ذلت صحت و بیماری، بادشاہی و فقیری، حسن و جمال یہ سب چیزیں موت کے بعد ختم ہو جائیں گی، وہ کامیابی جو صرف موت تک کے لیے ہو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامیابی کے پردے میں ناکامی ہے جو کہ صریح دھوکہ۔ اگر انسان دھوکے اور فریب کے اس خوشنما جال میں پھنس گیا تو قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے اسے کون بچا سکتا ہے؟ قیامت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہو گا اس طرح سے عام انسان کی زندگی ۲ یا ۲½ گھنٹے بنتی ہے اگر ہم ان دو یا اڑھائی گھنٹہ کا وقت اصل محنت میں گذاریں تو ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

کافر اور مومن کا فرق یہی ہے کہ کافر اسباب کو دیکھتا ہے اور مسلمان ایمان بالغیب پر یقین کر کے زندگی گذارتا ہے اسباب کے پردے نگاہوں کو چھپانے کے لیے ہیں مثلاً رب کائنات نے حلال و حرام دونوں بنائے اگر کوئی شخص کھانے پینے کی اشیاء پھل وغیرہ خریدے تو ان چیزوں کی لذت اور ذائقے میں ظاہری طور پر کچھ فرق نہیں پڑے گا چاہے حلال مال سے خریدے یا حرام سے۔ لیکن حرام مال کھانے سے وہ اپنی عاقبت کو ضرور خراب کرے گا۔ اسباب خالی برتن ہیں۔ جیسے دیگچی گلاس وغیرہ ان میں جو چیز ڈالی جائے گی وہی نظر آئے گی۔ برتن از خود چیز پیدا نہیں کرتے۔ بادشاہ، فقیر، امیر، غریب سب خالی برتن کی مانند ہیں۔ نفع و نقصان سب خدا کی طرف سے ہوتا ہے یہی دولت قارون کے لیے ہلاکت کا باعث بنی اور حضرت سلیمان کے لیے عزت و شرافت کا موجب ثابت ہوئی۔ مندرجہ بالا تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مال و دولت، سردی گرمی، راحت و آرام، خوف و امن یہ سب چیزیں خدا کی طرف سے ہوتی ہیں۔

اب آخری سوال رہ جاتا ہے کہ محنت کن طریقوں کے مطابق کی جائے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر، یعنی ایمانیات، عبادات امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اخلاقیات وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشین کی مانند بنایا۔ ہر مشین کا بنانے والا اسے چلانے کے لیے طریقہ بھی سکھلاتا ہے اگر مشین اہم ہو تو اس کو چلانے کا طریقہ سکھلانے کے لیے تحریری طور پر نقشہ، خاکہ اور قواعد بھی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کامیابی کی طرف گامزن کرنے کے لیے انبیاء بھیجے، صحیفے اور کتب نازل کیں۔ سب کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آخری کتاب قرآن مجید نازل کی۔ اب ہماری اصلی حقیقی اور ابدی کامیابی حضور ؐ کے طریقے پر چلنے اور قرآن مجید پر عمل کرنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

مراسلات

احترام مساجد اور گویّے

رمضان شریف کا مبارک مہینہ تمام عالم اسلام کے لیے باعث برکت و رحمت ہوتا ہے اس کے متعلق مخبرِ صادق، ہادیٔ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ازلی بدبخت ہے جس نے رمضان کے مہینہ میں اللہ کو راضی کرکے اپنے لیے جنّت واجب نہ کر لی ہو۔ جو اس ماہ میں نیکی سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا۔ اس مبارک ماہ میں جہاں اللہ کے برگزیدہ بندے راتوں کو قیام کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں تو وہاں امتِ مسلمہ کے چند نام نہاد عاشقانِ رسولؐ مساجد کے لاؤڈ سپیکروں پر قبضہ جماتے۔ طرح طرح کی فلمی دھنوں پر نعت خوانی و غزل گوئی میں مشغول رہتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ وبا علماءِ حق کی غفلت کی بناء پہ ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان لوگوں کو نہ تو اس بات کا کوئی خیال رہتا ہے کہ شاید ان کے اس لہو و لعب اور پکّے راگوں سے کسی کی نیند خراب ہوگی یا اس بات کا کہ شاید کوئی طالب علم پریشان، کوئی بیمار اپنی نیند سے محروم ہوگا یا شاید کوئی تلاوت و نماز و اذکار میں مشغول ہو۔ حقوق العباد جس کے بارے میں اتنی تاکید کی گئی ہے ان کے نزدیک اس کی قطعاً کوئی وقعت نہیں۔ رمضان المبارک میں رات کو کسی وقت بھی آنکھ کھلنے پہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قوالوں کے پکّے راگ مساجد میں شروع ہوگئے ہیں۔ کچھ مساجد میں جب یہ کرائے کے گویے میسر نہیں ہوتے تو کوئی صاحب آدھی رات کو ہی اُٹھ کر لاؤڈ سپیکر کو پوری آواز سے کھول دیتے ہیں۔ ان حضرات کو شاید یہ علم نہیں کہ قرآن پڑھنے اور سننے سنانے کے چند آداب ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔ ”اے ایمان والو! جب تمہارے سامنے قرآن پڑھا جائے تو توجہ اور خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“ (القرآن)

اب موجودہ حالات میں ذرا غور فرمایئے کہ رات کے دو بجے تلاوت کی آواز زور شور سے پورے محلّہ میں گونج رہی ہو۔ بعض حضرات ضرورتِ غسل سے ہوں گے۔ کوئی بیت الخلاء یا غسل خانہ میں ہوگا اب وہ قرأتِ قرآن کا کیا آداب ملحوظ رکھے گا۔ احترامِ مساجد کے سلسلہ میں حضور کا ارشاد ہے کہ مسجدیں صرف خالصتاً اللہ کی عبادت کے لیے ہیں جہاں ہر قسم کے شور و غل سے اجتناب کیا جائے یہاں تک حکم ہے کہ اگر رکعت ضائع ہونے کا احتمال ہو۔ تب بھی جماعت میں ملنے کے لیے صحن مسجد میں دوڑ کر نہ جاؤ۔ بلکہ اپنی معمول کی چال سے جاؤ۔ پاس کوئی نماز میں مشغول ہو تو تلاوت و اذکار بلند آواز سے نہ کرو۔

اللہ اللہ! کہاں احترامِ مساجد اور کہاں موجودہ زمانے کے خرافات و بدعات۔ لاؤڈ سپیکر کا واضح مقصد اذان و خطبہ کی آواز سامعین تک پہنچانا تھا مگر آج کل مسجد تو خالی پڑی ہے اور مقرر صاحب گلا پھاڑ پھاڑ کر اہلِ محلہ کو اپنی بھانت بھانت کی بولیاں سنا رہے ہیں ؎

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

اہلِ علم حضرات اور علماءِ کرام کا یہ اولیں فرض ہے کہ خدا کے لیے ان بدعات و خرافات کا قلع قمع کریں۔ میں اس طرف تمام ائمہ مساجد اور مسجد کمیٹیوں کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان خرافات کو اپنی اپنی مساجد میں سختی سے بند کرائیں اور اپنے اللہ کو راضی کریں۔ ڈر ہے کہ اگر اہلِ علم حضرات اور علماءِ کرام نے اگر اس طرف سے پہلوتہی کی تو خاکم بدہن مساجد میں طبلہ، سارنگی بھی آجانا کچھ بعید نہیں اور اس کے تمام تر ذمہ دار ہم خود ہوں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔ (مطیع الرحمٰن قریشی، عثمان کھٹر)

خدام الدین —— اشد ضرورت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ زید مجدکم
سلام مسنون!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ کافی عرصہ کے بعد ”خدام الدین“ نظر نواز ہو کر ”چشم ما روشن دلِ ما شاد“ کا مصداق بنا۔ الحمد للہ رسالہ صوری اور معنوی لحاظ سے قابلِ صد تحسین ہے۔ آپ کی ان کوششوں پہ میں آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

آج کے اس پُرفتن دور میں جب کہ چاروں طرف لادینی طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہیں۔ ”خدام الدین“ جیسے نڈر، بے باک اور بلا خوفِ لومۃ لائم جریدے کی اشد ضرورت ہے۔

یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ دعاگو ہوں کہ رب جلیل اس کو گلزارِ اسلام میں درخشندہ و تابندہ رکھے اور فرزندانِ اسلام کے پیاسے قلوب اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(حافظ سراج الدین ظفر ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام چودھوان)

بقیہ: مساواتِ محمدیؐ

صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو سکتا ہے ؎

شاد باد اے عشقِ خوش سودائے ما
اے علاجِ جملہ علت ہائے ما

آج ہم اسلام کا دعوٰے تو کر رہے ہیں مگر عملاً اسلام کے احکامات سے انکاری ہیں۔ کہیں زبان پہ فسادات ہو رہے ہیں اور کہیں دریاؤں کے پانی کی تقسیم کے متعلق تنازعات چل رہے ہیں۔ دریائے سندھ کے پانی کے متعلق بھی صوبہ جات پنجاب سرحد اور سندھ میں تنازعہ ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ دریائے سندھ کا پانی اس طرح تقسیم کیا جائے کہ پہلے اوپر کی اراضیات کا حق تسلیم کیا جائے یعنی اس دریا میں سب سے پہلے پنجاب اور سرحد کو ان کی ضرورت کے مطابق پانی دیا جائے یہ دریا وادی کشمیر سے نکل کر صوبہ سرحد اور پنجاب کی حدود کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں داخل ہونے سے پہلے تھوڑا سا علاقہ صوبہ سرحد کا ہے لہٰذا سب سے پہلے صوبہ سرحد کی ضروریات کو پورا کیا جائے پھر صوبہ پنجاب کی ضروریات کو پورا کیا جائے اور پھر جو پانی بچے وہ صوبہ سندھ کو مہیا کیا جائے۔ یہ بھی انتظام کیا جائے کہ اوپر کے دونوں صوبوں والے اپنی جائز ضرورت سے زیادہ پانی نہ استعمال کریں۔ یعنی ٹخنوں سے اوپر پانی نہ دے جائیں۔

یہ ہے مساواتِ محمدیؐ کا تقاضا۔

وما علینا الا البلاغ

سفر حج کے آداب و دیگر معلومات

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی۔ پرنسپل عثمانیہ کالج۔ شیخوپورہ

جب حج فرض ہو جائے تو تاخیر نہ کی جائے اور خدا پر بھروسہ کر کے سفر کا انتظام شروع کر دیا جائے اور جو آداب سفر ذکر کیے جاتے ہیں ان کا خیال رکھا جائے

نیت

محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ و تعمیل ارشاد کی نیت سے حج کیا جائے۔ سیر و سیاحت تفریح یا تبدیل آب و ہوا کی نیت سے نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اعمال کا ثواب صرف نیتوں پر موقوف ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے مالدار لوگ صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لیے حج کریں گے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے لیے اور فقرا سوال کرنے کے لیے اور قرّا و علماء نام و نمود کے لیے۔ (کنز الاعمال) بہتر ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

توبہ

سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرو اگر کسی کا حق مالی یا بدنی ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کرو یا معاف کراؤ۔ معاملات کی صفائی کرو۔ خطا و قصور کی معافی کراؤ، اگر اہل حقوق مر چکے ہیں تو ان کے ورثاء کو ان کا مال دے دو۔ بشرطیکہ مال موجود ہو۔ اگر موجود نہ ہو تو اس کا معاوضہ ادا کرو۔

توبہ کا مستحب طریقہ

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول غسل کرو اور اگر غسل نہ کر سکو تو وضو کرو اور دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھو۔ اس کے بعد درود شریف پڑھو، پھر استغفار کرو اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگو۔ جس قدر عاجزی رونا، گڑگڑانا ممکن ہو کمی نہ کرو اور اپنے گناہ و قصور سے توبہ کرو اور بار بار یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ
اِلَیْهَا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ
مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ
مِنْ عَمَلِیْ۔

والدین کی اجازت

والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے سفر کی اجازت لینی چاہیے اگر ان کی خدمت کی ضرورت ہے تو ان کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے اگر ان کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ راستہ مامون ہو اور سلامتی غالب ہو اگر راستہ مامون نہ ہو تو ان کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے۔

بیوی بچے اور وہ لوگ جن کا نفقہ شرعاً اس کے ذمہ واجب ہے اگر ان کی واپسی تک نفقہ دے دیا ہے اور اس کی عدم موجودگی سے ان کی ہلاکت وغیرہ کا اندیشہ نہیں تو ان کی اجازت کی ضرورت نہیں ورنہ ان کی اجازت کے بغیر بھی جانا مکروہ ہے

امانت و وصیت

اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے تو اس کو واپس کر دے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دے اگر کسی کا قرضہ دینا ہو یا کسی کو قرضہ دیا ہوا ہے۔ سب کو مفصل طریقے سے لکھ دے اور کسی دیندار شخص کو وصی بنا دے اور اگر حج فرض ہے تو استخارہ کی ضرورت نہیں ہے

سفر حج کے مصارف

جہاں تک ممکن ہو روپیہ حلال ہونا چاہیے۔ حرام مال سے حج قابل قبول نہیں ہوتا گو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بقدر ضرورت بلا سود قرض لے اور پھر اس مال مشتبہ سے اس کا قرض ادا کر دے۔

رفیق سفر

کوئی رفیق صالح تلاش کرو جو تم کو ضرورت کے وقت کام آئے اور پریشانی کے وقت اعانت کرے اور ہمت بندھائے اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کیونکہ ہر قسم کے مسائل اور بالخصوص احکام حج میں مدد ملے گی

حج کے مسائل سیکھنا

حج کرنے والے کے لیے وقت سے پیشتر مسائل حج کا سیکھنا واجب ہے اس لیے جب ارادہ ہو جائے یا سفر شروع کرے تو اسی وقت سے مسائل معلوم کرے۔ کسی معتبر عالم سے دریافت کرے یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھے اور اس کا بار بار مطالعہ کرتا رہے اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھے عام لوگوں کی تقلید مت کرے اور معمولی پڑھے لکھے افراد پر بھی بھروسہ نہ رکھے

ابتدائے سفر

سفر کی ابتدا شروع مہینہ میں جمعرات کو چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے روز حج کا سفر شروع کیا تھا اگر جمعرات کو نہ ہو سکے تو سوموار کی صبح سے سفر شروع کیا جائے یا جمعہ کی نماز جمعہ کے بعد۔

فضول خرچی اور کنجوسی

حج کے سامان اور زاد راہ میں کنجوسی مت کرو۔ جو روپیہ حج میں خرچ ہوتا ہے اس کا ثواب سات گنا یا اس سے بھی زیادہ ملتا ہے ہاں اگر روپیہ کم ہو تو احتیاط سے خرچ کرنا چاہیے فضول خرچی سے بچنا چاہیے لیکن جو صاحب وسعت ہو اس کو تنگ دستی نہیں کرنی چاہیے توشہ عمدہ لذیذ اور زیادہ ساتھ لو، زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ، مختلف قسم کے کھانے بھی زیادہ نہ پکاؤ اور بناؤ سنگار بھی نہ کرو۔ اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سے اکثر نزاع پیدا ہو جاتا ہے ایک دستر خوان پر کھانا مجتمع ہو کر کھانا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

گھر سے نکلنا

گھر سے چلتے وقت نہایت خوش و خرم ہو کر نکلے۔ غمگین اور پژمردہ ہو کر نہ نکلے گھر سے نکلنے سے پیشتر اور بعد کچھ صدقہ کرنا چاہیے اور گھر میں دو رکعت نفل اسی طرح محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور حق تعالیٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے اور گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی
اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَلتُّكْلَانُ
عَلَی اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ
اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ
عَلَیَّ۔

عزیز و اقارب و احباب پڑوسیوں وغیرہ سے چلتے وقت معافی چاہو دعا کی درخواست کرو اور مصافحہ کرو۔

جب سواری میں سوار ہو تو بسم اللہ پڑھ کر دایاں پاؤں پہلے رکھو اور داہنی جانب بیٹھو۔ بلند زمین یا پہاڑ پر چڑھو تو اللہ اکبر کہو اور پست زمین پر چلو تو سبحان اللہ کہو اور جنگل میں گزر ہو تو لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر پڑھو۔

جب کسی جگہ منزل پر اترو یا کوچ کرو تو دو رکعت نفل پڑھو، رفقا اور خدام اور کرایہ دار سے سختی اور لڑائی جھگڑا مت کرو اگر کوئی سائل سوال کرے یا کوئی بلا خرچ کے سفر کرنے والا کچھ مانگے تو اس کو برا بھلا مت کہو اگر ہو سکے تو اس کی امداد کرو ورنہ بہترین طریق سے اس کو جواب دے دو اور اس کے لیے دعا کرو، راستہ میں نہایت سکون اور وقار سے رہنا چاہیے اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے تنہا سفر کرنا مکروہ ہے۔

امیر قافلہ

قافلہ میں جو شخص صاحب الرائے دیندار تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنا لینا چاہیے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک

کو اپنا امیر بنالیں۔ احکام شرعی میں اتباع ضروری سمجھے۔ ساتھیوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے، ہر کام میں اعانت کرے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے قوم کا سردار سفر میں قوم کی خدمت کرنے والا ہے۔

ضروریات سفر اور مفید معلومات

خط وکتابت کے ذریعے پہلے ریزرویشن کارڈ حاصل کریں یا ٹکٹ کی منظوری کے جانے سے پریشانی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ناکام واپس آنا پڑتا ہے۔

جب جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہوجائے تو احتیاطاً ایک ہفتہ پیشتر چلے جاؤ۔ اپنے مکان سے کراچی تک ریل کے حالات اور اوقات بھی اچھی طرح معلوم کرلو تاکہ راستہ میں پریشانی نہ ہو۔ ایسی گاڑی اختیار کرو جو سیدھی جاتی ہو۔

سامان جس قدر ممکن ہو تھوڑا لو۔ زیادہ سامان بہت پریشان کرتا ہے اگر گنجائش ہو تو ریل میں ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ لو اور نہایت ہوشیاری سے سفر کرو۔ روپیہ نہایت احتیاط اور حفاظت سے رکھو۔ سو سو کے نوٹ لے لو اور کچھ چھوٹے نوٹ بقدر ضرورت لے لو۔ چور اور جیب کتروں سے ہوشیار رہو۔ اپنی چیز سفر میں کسی اجنبی کو مت کھلاؤ اور نہ کسی اجنبی کی چیز خود کھاؤ۔

قرآن شریف، وظیفہ کی کتاب دلائل الخیرات اور حزب الاعظم، احکام حج کے رسائل، چاقو، استرہ، قینچی، سوئی، دھاگہ، صابون، گھڑی، قبلہ نما، سادہ کاغذ، گلاس، لوٹا، پیالہ، رکابی، قلم پنسل، چھتری، مصلے، رنگین چشمہ، بیٹری، تھرموس، بوتل، بستر بند، ایک مضبوط بکس معہ قفل، دو تین جوڑے کپڑوں کے، چپل یا جوتہ۔ احرام کے لیے دو چادریں یا اونی تولیہ، اگر بڑے سائز کا لے لو تو وہ گرمی سردی میں بچاتا ہوگا۔

راستے میں کھانے پینے کی سب چیزیں ملتی ہیں اس لیے بقدر ضرورت ناشتہ ساتھ لو۔

اگر مستورات ساتھ ہوں تو مناسب ہے کہ ان کو زنانہ درجہ میں سوار کرادو تاکہ آرام سے بیٹھ اور لیٹ سکیں اور تم ان کے پاس والے مردانہ ڈبے میں بیٹھو۔ تاکہ ان کی خبر گیری سہولت سے کرتے رہو۔

عورتوں کے لیے خاکی یا نیلے رنگ کا برقعہ ہونا چاہیے سفید رنگ کا جلد میلا اور خراب ہوجاتا ہے زیور اول تو سفر میں رکھنا نہ چاہیے اگر کچھ رکھنا ضروری ہو تو اس کو احتیاط سے صندوق میں رکھو۔ سفر کی ضروریات عورتوں کو بھی سمجھادو۔ جس جگہ اترنا ہے اس کا نام، پتہ وغیرہ بتلادو تاکہ وہ بھی پہلے سے تیار ہوجائیں۔

حاجیوں کے لیے چیچک کا ٹیکہ اور ہیضہ کا انجکشن ضروری ہے اس کے بغیر جہاز کا ٹکٹ نہیں ملتا اپنے شہر کے کسی سرکاری شفاخانہ سے کروالو۔ ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ لے کر احتیاط سے رکھو۔

دوسرے ملک میں جانے کے لیے پاسپورٹ اپنی حکومت سے لینا ضروری ہے پاسپورٹ سے اپنے سامان کی شناخت میں سہولت ہوگی۔

جہاز کا راستہ تقریباً آٹھ روز کا ہوتا ہے لیموں کا اچار، اسپغول، چار تخم، چٹنی، نمک سلیمانی وغیرہ رکھنا چاہیے۔ سوار ہوتے وقت کچھ سنگترے ملٹے رکھ لو چائے کا استعمال زیادہ رکھنا چاہیے۔ جہاز میں خالی معدہ رہنا مضر ہے جہاز میں پکا پکایا کھانا ملتا ہے۔ کوئی ایسی چیز ساتھ رکھ لو جو بوقت ضرورت غذا کا کام دے۔ مثلاً خستہ بسکٹ چنے یا مونگ کی تلی ہوئی دال، یا سوجی کے لڈو، پانی کے لیے کوئی برتن بھی ہونا چاہیے۔ جس وقت جہاز چل دے اور لنگر اٹھ جائے تو یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ۔

جہاز میں حجاج کے لیے مستقل ڈاکٹر رہتا ہے ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

اگر خدانخواستہ کوئی حاجی مر جائے تو اس کی جہاز والوں کو اطلاع کردو اور غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سمندر میں چھوڑ دو۔

سفر میں نماز کا اہتمام

سفر میں نماز کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ عام طور پر حاجی لوگ کم ہمتی اور سستی سے نماز قضا کردیتے ہیں ایک فرض یعنی حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض ترک کردیتے ہیں۔

اکثر لوگ تو نماز بالکل ہی ترک کردیتے ہیں اور بعض مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور بعض موٹر ڈرائیور کے ڈر سے موٹر کو روک نہیں سکتے ایسے لوگوں کو ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

نماز قصر

شریعت میں جو مسلمان اڑتالیس میل کے سفر کا ارادہ کرکے چلے تو مسافر کہلاتا ہے اس پر ظہر، عصر اور عشا کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہیں اور فجر، مغرب اور وتر میں کوئی کمی نہیں ہے۔

تنبیہ

بعض حاجی اپنی ناواقفیت کی وجہ سے امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں یاد رکھیے جو امام چار رکعات پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے چار رکعت ہی پڑھیں اکیلے ظہر، عصر اور عشا کا پورا پڑھنا گناہ ہے۔ ہاں اگر بھول کر پوری پڑھ لی اور دوسری رکعت میں قعدہ کرلیا ہے تو دو رکعت فرض اور دو نفل ہوگئیں لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

اپنے شہر سے نکل کر جب تک راستہ میں کسی مقام پر جو پندرہ روز یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا چاہیے اور اگر کسی جگہ پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نیت کرلی تو مقیم ہوگیا نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

سفر میں سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کو چھوڑنے کا مضائقہ نہیں ایسی حالت میں ان کی تاکید نہیں رہتی اور اگر جلدی نہیں ہے تو سنتوں کو ترک نہ کرے۔ سنتوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو اختیار ہے کہ مکہ ہوکر جاؤ یا جدہ سے سیدھے مدینہ چلے جاؤ لیکن اگر مکہ ہوکر مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو عمرہ کرکے مدینہ جاسکتے ہو اگر جدہ سے سیدھا مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہو تو یلملم سے عمرہ کا احرام نہ باندھو۔ کیونکہ حد حرم سے باہر مدینہ کو جانا ہوگا اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کی جنایت لازم نہ ہوگی۔

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حدود مقررہ پر نشانات بنے ہوئے ہیں ان حدود کے اندر شکار مارنا، پکڑنا، اس کو بھگانا، درخت و گھاس کاٹنا حرام ہے اسی لیے اس کو حرم کہتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو بہتر ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کرلیا جائے یہ غسل صرف مستحب ہے اگر نہ ہوسکے تو کوئی حرج نہیں۔ سب کاموں سے پہلے آپ اپنے سامان کا انتظام کرکے بیت اللہ شریف کی زیارت کریں۔ معلم آپ کو سب کچھ کروائے گا۔ ہدیہ کے طور پر مطوف کو کچھ دے دیں طواف اور سعی سے فارغ ہوکر کھانا کھاؤ اور پھر قیام کے لیے مکان کی فکر کرو۔ بیت اللہ شریف کے قریب مکان لو تاکہ ہر وقت بیت اللہ سامنے رہے اور نماز و طواف میں سہولت رہے۔ حرم کے اندر بھی مکانات ہیں مگر ان کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے۔

شرائط صحت ادا

(۱) مسلمان ہونا (۲) احرام باندھنا (۳) حج کا زمانہ ہونا۔ (۴) ہر چیز اس کی معین جگہ میں کرنا مثلاً وقوف کا عرفہ میں ہونا اور طواف کا مسجد حرام میں ہونا۔ رمی کا منیٰ میں ہونا (۵) تمیز اور عقل کا ہونا (۶) احرام کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے جماع کا نہ ہونا۔ (۷) افعال حج خود کرنا (۸) جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرے۔

فرائض حج

حج کے اصل فرض تین ہیں (۱) احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تکبیر یعنی لبیک آخر تک کہنا (۲) وقوف عرفات یعنی ۹ ر ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰ ر ذوالحجہ کو صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا خواہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو (۳) طواف زیارت جو ۱۰ ر ذوالحجہ کی صبح سے لے کر ۱۲ ر ذوالحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے ان تینوں فرضوں میں سے کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہیں ہوگا

آپکی صحت

رمضان المبارک کے بعد طبی ہدایات

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی، ایم اے

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جن مسلمانوں نے رمضان المبارک میں روزے رکھے وہ مبارک کے مستحق ہیں انھوں نے کفر والحاد کے موجودہ دور میں ایمان کی مشعل کو فروزاں رکھا۔ روزہ اسلامی نظام حیات کا بڑا اہم جزو ہیں۔ اسلامی نظام حیات کو نافذ کرنے اور برپا کرنے میں روزے بڑے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ روزے آدمی کو انسانیت کے بلند مقام سے ہمکنار کرتے ہیں۔ آدمی اور انسان میں بڑا فرق ہے اس لیے غالب نے کہا ہے۔

آدمی کو بھی میسّر نہیں ہے انساں ہونا

ہر شخص کو ہم آدمی کہیں گے مگر انسان وہی ہے جو کہ انسانیت کی بلند اقدار کا حامل ہو۔ وہ عقیدہ یعنی ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ اپنے عقیدہ کے لیے ایثار وقربانی کرے۔ خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو۔ ذاتی اوصاف کا حامل ہو۔ خواہشات اور عادات اس کی غلام ہوں۔ جو شخص ان صفات سے بہرہ مند ہوتا ہے، وہ انسان ہوتا ہے ایسے شخص کو ہم انسان کیسے کہہ سکتے ہیں جو خواہشات اور عادات کا غلام ہو۔ جو شراب، سگریٹ نوشی یا کوئی اور برائی کو بُرا سمجھتا ہے مگر اس کا ارادہ اس قدر کمزور اور کردار ناپختہ ہوتا ہے کہ وہ ان برائیوں کی ترغیب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور انھیں ترک نہیں کر سکتا۔ جو صفات ہم نے انسان کی بیان کی ہیں یہ تو مومن کی صفات ہیں اور سچی بات تو یہی ہے کہ ایک مومن ہی صحیح معنوں میں انسان ہو سکتا ہے روزہ انسان کے ایمان کو پختہ کرتا ہے۔ ایثار وقربانی کا سبق دیتا ہے فاقہ کشی سے دوسروں کے آلام و مصائب کا احساس ہوتا ہے اور اس طرح خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کی فکر و نگاہ پاکیزہ ہو جاتی ہے ۔۔ اور روزہ داروں نے نہ صرف اپنے نفس کا تزکیہ کیا بلکہ روحانی پاکیزگی سے بھی سرفراز ہوئے۔ بلکہ بدن کو بھی فاسد اور گندے مواد سے نجات دلائی اور جسمانی پاکیزگی بھی حاصل کی۔ روزہ رکھنے سے جسم کی کیفیت عمدہ ہو جاتی ہے اور یہی مناسب وقت ہوتا ہے کہ حفظِ صحت کی مناسب تدابیر اختیار کی جائیں۔ اس طرح انسان کی صحت عمدہ رہتی ہے۔ رمضان المبارک گزر جانے کے بعد روزہ داروں کا فرض ہے کہ وہ حفظِ صحت کی ہدایات پر عمل کریں۔ غذا کم مقدار میں کھائیں۔ رات کو وقت پر سو جائیں بدن کی صفائی کا خاص خیال رکھیں اسی طرح روزوں کے فیوض وبرکات سے استفادہ کریں۔ خدانخواستہ کوئی روزہ دار کسی پرانے مرض کا شکار ہو تو رمضان المبارک کے بعد کا زمانہ علاج کے لیے بہترین ہوتا ہے۔ بدن سے فاسد مواد خارج ہو جانے کے بعد دوا کا اثر بہت جلد ہوتا ہے اور مریض شفایاب ہوتا ہے۔

"رمضان المبارک کے بعد احتیاط کیجئے"

یہ حقیقت بڑی افسوسناک ہے کہ رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد بعض حضرات کھانے میں احتیاط نہیں کرتے۔ مرغن غذائیں دن میں کئی بار کھاتے ہیں، یہ حضرات رمضان المبارک کے دنوں کی کمی کو پورا کر رہے ہیں ان دوستوں کو غلط فہمی یہ ہوتی ہے کہ روزے رکھنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور اسے مقوی غذا استعمال کرنی چاہیئے ان دوستوں کا یہ مفروضہ غلط ہے کہ روزے سے بدن کمزور ہو جاتا ہے، حالانکہ روزے سے تو انسان صحت مند ہوتا ہے اور رمضان کا فلسفہ تو خواہشات کو قابو میں لانا ہے۔ رمضان المبارک کے بعد بھی اس فلسفہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور ہر وقت کھانے سے پرہیز کریں۔ یہ دوست اس طبی حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں، کہ رمضان المبارک میں بدن کی مخصوص کیفیت ہوتی ہے۔ بدن کھانے کے مخصوص اوقات یعنی سحری اور افطاری کا عادی ہوتا ہے اور اس کا ہضم کا فعل بھی اس طرح کام کرتا ہے۔ رمضان المبارک کے بعد اگر ایکدم مرغن غذاؤں کا استعمال شروع کیا جائے تو ظاہر ہے کہ بدن اس تبدیلی اور بوجھ کو برداشت نہیں کرے گا اور اس طرح انسان بیمار ہو جائے گا یہ صورتِ حال کئی روزہ داروں کو پیش آتی ہے رمضان المبارک کے بعد بد پرہیزگاری سے بیمار ہو کر روزوں کے طبی فوائد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کے بعد روزہ داروں کے لیے بہترین مشورہ یہی ہے کہ وہ ہلکی غذا استعمال کریں۔ غذا میں گاجر، مولی، شلغم، پالک، مونگ کی دال چنے کا شوربا، بکرے کا گوشت کا سوپ، چقندر کھائیں پھلوں میں سیب، مالٹا اور مسمی کا استعمال کریں۔ صبح و شام ہلکا کھانا کھائیں دوپہر کوئی پھل کھا لیا کریں۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد سیر کیا کریں۔ رات کی سیر تراویح کا بہترین بدل ہے۔ کھانے میں پراٹھے، کباب، گائے کا گوشت، تلے آلو، گوبھی، بینگن، ماش کی دال اور چنے کی دال سے پرہیز کریں۔ دن میں دو بار چائے پی سکتے ہیں مگر اس میں دودھ کی مقدار زیادہ ہو ان طبی تدابیر پر عمل پیرا ہونے سے روزہ دار معدہ کے کسی عارضہ کا شکار نہ ہوں گے اور روزہ کے طبی فوائد بھی حاصل کر سکیں گے جو حضرات ماہِ شوال کے چھ روزے رکھیں گے وہ ان چھ روزوں کے اختتام پر ان ہدایات پر کاربند ہوں۔

بقیہ:۔ فرائضِ عبودیت

اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو۔ بندے کو تو سنبھل سنبھل کر قدم اٹھانا چاہیئے اور ہوش سے کام لینا چاہیئے۔ ہدایت الٰہیہ سے بےپرواہی کر کے بلا سوچے سمجھے اپنی خواہشات کا بندہ نہ بننا چاہیئے بلکہ حدودِ شرعی کے اندر رہ کر زندگی کے مقصد کو پورا کرنا چاہیئے اور یہ چار روزہ عارضی زندگی فرائض عبودیت کی بجا آوری میں صرف کرنی چاہیئے۔

عزیزو! یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو آج بھلا بُرا عمل اس جہان میں کرو گے کل مرنے کے بعد اس کا نتیجہ بھگتو گے۔ ان اعمال کی بدولت قیامت کے دن۔

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

(الشوریٰ آیت ـ ۷)

ترجمہ:۔ ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی۔

ہر بندے کو اپنا جائزہ اس آیت کی روشنی میں لینا چاہیئے کہ اس کا شمار اس دن کس جماعت میں ہو گا اگر اس کا شمار بفضل اللہ تعالیٰ جنتی جماعت میں داخل ہونے کی توقع ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیئے اگر خدانخواستہ معاملہ برعکس ہوا اور اس کے دوزخیوں والے گروہ کے کام ہیں، تو اسے بلاتاخیر توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آ جائے اور وقت ہاتھ سے نکل جائے توبہ کے بعد غیر شرعی امور سے اجتناب کرنا چاہیئے اور شرعی احکام کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور نیک اعمال بجا لانے کی توفیق طلب کرتے رہنا چاہیئے۔

نیز بندے کو یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانات ہیں اور ان میں سے ایک عظیم ترین احسان یہ بھی ہے کہ اسے امتِ نبی آخر الزمان، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرد بنایا ہے اس لیے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے عقائد حضرات آئمہ جماعت حقانی اہلسنت والجماعت کے مطابق صحیح رکھے اور سلف صالحین کی مبارک زندگیوں کو سامنے رکھ کر ان حضرات کی طرح اپنی زندگی گذارے۔ شرعی اوامر پر کاربند رہے اور نواہی اور بدعات سے اجتناب کرے اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین کرے۔ اور اخلاق ذمیمہ سے کنارہ کرے۔ اتباع سنت میں سرگرم رہے۔ اس طرح اپنے دین کی حفاظت کرے اور بدعات میں پڑ کر اسے برباد نہ ہونے دے۔۔ دعا ہے کہ اللہ ہر بندے کو فہم سلیم عطا کرے۔ آمین۔

بقیہ: درسِ قرآن

اس سے نبی کی رسالت میں شبہ نہیں ہوتا (۴۹) جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے اور تکذیب کو شیوہ بنائیں گے وہ اپنی بدکرداری کی سزا پائیں گے (۵۰) اگر تم نبی کے لیے یہ خواص ضروری سمجھتے ہو تو یہ تمہاری غلطی ہے۔ نبی کا کام فقط یہ ہے کہ جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملے اس کی پوری تعمیل کر دکھائے۔ اگر کوئی شخص اس پر یہ کہے کہ پھر نبی بننے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ اس کا جواب (ھل یستوی۔ الآیہ) میں ہے (۵۱) اس قرآن سے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو فائدہ پہنچے گا (۵۲) قرآن کا اتباع کرنے والے خدا پرستوں کو اپنے ہاں جگہ دیجئے۔ (۵۳) جب یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ تعلیم قرآن حاصل کر جائیں گے اور عزت کے مرتبے پائیں گے تو خاندانی وجاہت والے آدمی تمسخر اڑائیں گے۔ اس وقت انہیں علم ہوگا کہ قرآن کی تعلیم کے یہ نتائج ہیں کہ ادنیٰ آدمی بھی اس کی برکت سے خدا کے بڑے مقرب بن جاتے ہیں۔ (۵۴) ایمانداروں سے کہہ دیجئے۔ ساری تعلیم کا منشاء فقط رحمت ہے اور رحمت ہی کا وہ نتیجہ ہے۔ جو اخیر آیت میں ہے (۵۵) تعلیم صحیح کی اشاعت عام کے بعد مجرموں کا مسلک واضح ہو جائے گا (۵۶) مخالفین توحید سے علی الاعلان مقاطعہ کا حکم دیا گیا ہے (۵۷) میرا کام اتنا تھا کہ تمہارے مقابلہ میں دب کر حقانیت کو نہ چھوڑ دوں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ میں ہلاک ہو جاؤں یا تم ہلاک ہو جاؤ تو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ (۵۸) اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں فیصلہ کر دیتا۔ اب باطل پرستوں کی تباہی و بربادی کا فیصلہ فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے (۵۹) بحر و بر وغیرہ سارے جہان کے مخفی رازوں سے فقط وہی واقف ہے وہی ہر شخص کی نیت اور عمل کو سمجھ سکتا ہے اور اس کو معلوم ہے کہ کون سی قوم فنا ہوگی (۶۰) وہ اللہ تعالیٰ تمہارے شب و روز کے واقعات پر پورا قابض ہے۔ ایک مدت تک اس نے تمہیں دنیا میں مہلت دے رکھی ہے۔ مرنے کے بعد پھر تمہیں اٹھائے گا اور سارے حالات کا پتہ بتائے گا (۶۱) خدا تعالیٰ کی گرفت سے کیسے بچ سکتے ہو تم پورے طور پر اس کے قابو میں ہو۔ اس نے تمہارے حالات کی جانچ پڑتال (علاوہ ذاتی علم کے) کے لیے نگران مقرر کر رکھے ہیں اور جب چاہے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ تمہاری روح قبض کر لیں (۶۲) ارواح قبض کرنے کے بعد اللہ کے حضور میں پہنچا دیے جائیں گے۔ فیصلہ اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اخلاق و اعمال کے نتائج بہت جلد دینے والا ہے۔

بقیہ: مشاہیر علماء سرحد

تک تدریسی فرائض انجام دیے۔

اسی عرصہ قیام میں آپ نے "سیرۃ النبی" کی ایک مستقل مجلس قائم کی جس کا عبدالمجید قریشی اف ہٹی تحصیل قصور کی قائم کردہ سیرۃ النبی کمیٹی کے ساتھ الحاق تھا اس کمیٹی کی طرف سے سیرۃ النبی کے مختلف عنوانات پر کتابچے شائع کیے جاتے تھے آپ نے ان کتابچوں میں سے "پیغمبر اسلام" اور اسی طرح کے بعض دوسرے کتابچوں کا پشتو میں ترجمہ کر کے شائع کروایا۔

پھر آپ زیارت کاکا صاحب سے جا کر "جمرود" میں خطیب ہو گئے۔ آپ کی ملازمت اگرچہ سرکاری نہ تھی لیکن آپ کے تمام مقتدی سرکاری ملازم تھے۔ ان میں دینی سپرٹ پیدا کرنے کا خوب موقع ملا۔ آپ نے بغیر کسی خوف و ہراس کے ان پر محنت فرمائی وہاں آفریدی زیادہ تھے جنہیں آپ نے اسلامی تعلیمات سے پوری طرح روشناس کرایا۔

سیاسی مسلک

آپ جمعیۃ علماء ہند کے رکن رہے ۱۹۲۴-۲۵ء میں ایک انگریزی کپتان کولڈ کریم کو کسی نے اس کی کسی نازیبا حرکت پر قتل کر دیا۔ صدر جمعیۃ علماء سرحد نے مجاہد قاتل کے خلاف بیان دے دیا۔ اس پر حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب و دیگر اراکین مجلس عاملہ نے صدر کو صدارت سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ آپ کو جمعیۃ کا صدر بنا دیا۔ کچھ عرصہ تک آپ اسی منصب پر فائز رہے ۱۹۵۲ء تک آپ جامعہ جمرود میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جب خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ المشرقی نے "مولوی کا غلط مذہب" کتاب لکھی تو آپ نے اس کے خلاف مختلف شہروں میں دورے کر کے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اسی سال آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کو فارسی شاعری سے بھی کافی لگاؤ تھا۔ نیز تاریخ گوئی میں کافی مہارت حاصل تھی۔

تصنیفی خدمات

چند کتابچوں کے پشتو تراجم کے علاوہ آپ نے پشتو زبان میں ایک کتاب "قصص القرآن" لکھی ہے یہ تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنے والی ہے۔

انتقال

آپ ۴۰ سال سے دمہ کے اور ۱۳ سال سے دل کے مریض تھے انہی بیماریوں سے شب جمعہ ۲۰ رجب ۱۳۹۲ھ کو رات کے ½ ۱ بجے انتقال ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اس طویل بیماری میں آپ کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی بلکہ تہجد کے اہتمام میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

بچوں کا صفحہ

محمد ابوبکر صدر، لائلپور

اللہ تعالےٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے

انسان کی سب سے بڑی قوت، اس کی قوت ایمانی میں مضمر ہوتی ہے۔ اس میں یہ قوت جتنی زیادہ ہو گی اسے اپنے مقاصد کے حصول میں کامیابی کا بھی اتنا ہی زیادہ یقین ہونا چاہیئے۔

پیارے بھائیو!

ایک روایت ہے کہ بخت نصر نے جب حضرت دانیال علیہ السلام کو دو شیروں کے ساتھ ایک اندھے کنوئیں میں قید کر دیا۔ تو ان کی زبان سے حسب ذیل دعائیہ الفاظ جاری ہو گئے:

"تعریف اس اللہ کی جو اپنے مانگنے والے کو محروم نہیں کرتا۔ تعریف اس خدا کی جو اس شخص سے نہیں تھکتا جو اس پر توکل کرے، تعریف اس خدا کی جو اس وقت ہمارا آسرا ہوتا ہے جب ہماری تدبیریں منقطع ہو جاتی ہیں۔ تعریف اس خدا کی جو ہماری تکلیف کے وقت ہماری مصیبت کو دور کرتا ہے، تعریف اس خدا کی جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے، تعریف اس خدا کی جو صبر کا بدلہ نجات سے دیتا ہے"

اس دعا میں اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء، اس کی ذات پر اعتماد اور اس کی بندہ پروری پر یقین کے سوا کچھ نہیں کہا گیا۔ باری تعالےٰ کو حمد و شکر کے ساتھ یاد کرنا، دل کو ایمان اور توحید سے منور رکھنا، اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنا اور وہ جس طرح رکھے اسی طرح رہنا ایک بندۂ مومن کی زندگی کا سب سے بڑا اصول ہوتا ہے۔ وہ صرف اپنے خارجی حالات کو سب کچھ نہیں سمجھتا خارجی حالات تو بدلتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ ہمیشہ اور ہر حال میں وہی رہتا ہے۔ اس کی صفات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی، کیونکہ وہ ہر طرح کی تبدیلی سے بلند و بالا ہے۔

دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو جانے کے بعد کہ نفع نقصان پہنچانے کی قدرت صرف اللہ تعالےٰ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی بندہ خواہ وہ جتنا بھی طاقتور اور صاحب اختیار کیوں نہ ہو کسی دوسرے بندے کی حاجت روائی نہیں کر سکتا۔ کسی اور کے سامنے دست سوال پھیلانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے ہی ایسے دوسرے مجبور و معذور انسانوں کے سامنے ذلیل کس طرح کر سکتا ہے۔ کیونکہ مالک و حاکم تو صرف اللہ تعالےٰ ہے اور اسی کا قرب تمام مسرتوں کا سرچشمہ ہے۔

اللہ تعالےٰ رب العالمین ہے۔ تمام تعریفیں اور تمام بڑائیاں اسی کے لیے ہیں۔ وہی تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے، وہی اپنے بندوں کو مسرت و طمانیت عطا کرتا ہے۔ اس لیے جو شخص اپنے خیالات و تصورات کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر مرکوز کرنے اور اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ اپنے اندر ایک نئی طاقت اور توانائی محسوس کرنے لگتا ہے۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ انسان کو اگر کسی سے محبت ہوتی ہے اور کوئی چیز دن رات اس کے ذہن میں بسی رہتی ہے تو رفتہ رفتہ وہ خود بھی اپنے اندر اس کا ایک عکس محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح جب کسی بندے کی توجہ نفس کی خواہشوں اور طلب دنیا کی کوششوں سے ہٹ کر اللہ تعالےٰ پر مرکوز ہو جاتی ہے تو پریشان کن خیالات پیدا ہو جانے کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے اندر ایک نئی طاقت اور توانائی محسوس کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے قرب کی وجہ سے اس کا دل ہر وقت اس یقین سے معمور رہتا ہے کہ اس کا فضل عمیم ہمارے اوپر سایہ فگن ہے اس لیے ہر دشوار کام آسان ہے اور اس کی رحمت اور حکمت ہر وقت ہماری دستگیری اور مشکل کشائی کے لیے موجود ہے۔

پیارے دوستو!

اللہ تعالےٰ نے سورہ یونس میں ارشاد فرمایا ہے:۔

"اور ثابت قدم رہ کر منتظر رہ، یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے، وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر ہے"۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک اور فرماں بردار بندوں سے اچھے اجر کا جو وعدہ کیا ہے اس کے ظاہر ہونے میں اگر کچھ تاخیر ہو تو بندے کے لیے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ وہ بے تابی کا اظہار شروع کر دے یا حق و صداقت کے راستہ سے منحرف ہو جائے۔

انسان کی سب سے بڑی طاقت اس کی قوت ایمانی میں مضمر ہوتی ہے۔ اس میں یہ قوت جتنی زیادہ ہو گی اسے اپنے مقاصد کے حصول میں کامیابی کا بھی اتنا ہی زیادہ یقین ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہے جو ہر حال میں اس سے تعلق قائم رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خیر محض اور رحمت مطلق ہے۔ وہ ہمارے حالات کو اپنی مشیت سے متعین کرتا ہے اور اس کی مشیت ہمارے تمام منصوبوں اور ارادوں سے زیادہ صحیح اور مکمل ہوتی ہے۔ اس یقین کے بعد ہمارا دل مسرت سے معمور ہو جاتا ہے اور ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم سلامتی کے ایک ایسے حصار میں پہنچ گئے ہیں جہاں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی بے بس ہے اور جہاں صرف مالک الملک کا حکم چلتا ہے۔

عزّتِ نفس

طیبہ بشریٰ

★

ایک دفعہ کسی آدمی نے حاتم طائی سے سوال کیا۔ "اے حاتم طائی! کیا تو نے اپنے سے زیادہ بلند و برتر بھی پایا ہے؟

حاتم طائی نے جواب دیا۔ ہاں۔

آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون تھا؟

حاتم طائی نے کہا ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک آدمی کو لکڑیاں چنتے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کیا تمہارے کانوں تک حاتم طائی کی جود و سخا کی داستان نہیں پہنچی؟

وہ آدمی کہنے لگا ہاں پہنچی ہے اور بہت کچھ سنا ہے حاتم طائی کے بارے میں۔

میں نے اس آدمی سے پھر پوچھا کیا حاتم طائی نے کبھی تمہاری دعوت بھی کی ہے یا نہیں؟

اس آدمی نے جواب دیا۔ مجھ سے بڑھ کر بدبخت اور نامراد کون ہو سکتا ہے اگر میں اس کی دعوت قبول کر کے اس کے دسترخوان پر پہنچ جاؤں۔

حاتم طائی نے پوچھا۔ یہ کیوں؟

بڑی آن سے اس آدمی نے جواب دیا۔ "جو مزا اپنے دست و بازو کی قوت سے کمائی ہوئی نان جویں میں آتا ہے وہ کسی کے دسترخوان کے الوانِ نعمت سے نہیں آتا"۔

اصلاح

بچوں کی اصلاح مکتب میں اور عورت کی اصلاح گھر میں ہوتی ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظورشدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۷۶۷/۹/۳۹-D.D.9 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۴۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء